مضامین الندوہ

یعنی

(۱) مضمون مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب (۲) مضمون مولوی محمد اعظم حسین صاحب

(۳) مضمون مولوی محمد شبلی صاحب (۴) مضمون مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب

جو

جلسۂ دوم ندوۃ العلما منعقدۂ ۱۶-۱۷-۱۸ شوال سنہ ۱۲ھ واقع لکھنؤ مین پڑھے گئے
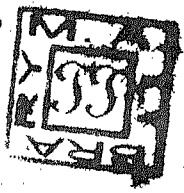
باہتمام ... جلسہ ندوۃ العلما

تقریر مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب

مہتمم مدرسۂ احمدیہ آرہ موسوم بہ
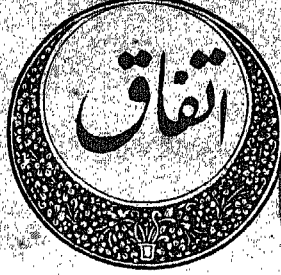
اتفاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست	آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

حضرات! مین اس باوقعت جلسۂ ندوۃ العلما کا ایک ناچیز ممبر ہون۔

مجھے ندوۃ العلما کی طرف سے (خط دکھاکر کہا) بذریعہ اس تحریر کے حکم ہوا ہی کہ مین مسلمانون کے باہمی اتفاق و اتحاد اور اوسکے ذرائع و نفاق شکن اسباب کے قلع قمع پر گفتگو کرون اس لیے باوجود ناقابلیت امتثالاً للحکم مجکو مجبوری آپ لوگ مشاہیر ارباب علم کے حضور مین گزارش کرنے کی جرأت کرنی پڑی ہی۔

حضرات! مین **ندوۃ العلما** کی غرض اصلاح باہمی اور اوسکی عام شہرت لوگون سے سن سن کر اور اخبارون مین دیکھ دیکھ کر اور نیز اور انجمنون کے اغراض اتحاد معلوم کر کے اپنے آپکو عجب طرح کا متحیر پاتا ہون کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی مسلمانون کی باہمی اتحاد کی یہ کوششین اور کامیابی کا یہ حال کہ اس نگاہ دوربین

سے بھی دور جو ذرا سر او نچا کرتے ہی آسمان تک چشم زدن مین پہونچ جانیکو تیار آخر
اوسکی وجہ کیا - کیا اسلام کوئی ایسی ہی نہایت بدنما چیز ہی جسکو کوئی دیکھنے والا
کسی وجہ سے بھر نظر دیکھنے کا متحمل نہین ہوسکتا ہی ؟ اس لیے یہ ساری انجمنین
جو اسلام پر فریفتہ ہونیکی تدبیرین کر رہی ہین ناکامیاب ہین - یا اسلام کی
حسن صورت و سیرت دیکھنے کے لیے جو بصارت و بصیرت چاہیے اوس بصارت
و بصیرت والے اب دنیا مین موجود اور باقی نہین رہے - بلکہ جو اس خوشنما اور
دلربا (اسلام) کے عاشق تھے وہ اسلام پر سے اپنے تن من - دھن -
سب کو نثار کرکے خاک کے پیوند ہو گئے - مین اپنے دونون احتمالو نکو غلط پاتا ہون -
ہمارے پاک اسلام کا کوئی جز بدنما نہین ہی بلکہ اسلام ہی ایک ایسا پاک
مذہب ہی جسکے حسن و خوبی کو غیر مذہب والے بھی مان لینے مین مجبور ہین -
دیکھو عیسائی لوگ اسلام کی خوبیون پر کیسی کیسی زور آور تحریرین نکالتے رہے
ہین (دیکھو رسالۂ مسائل اصول اسلام پر شہادت غیر اقوام - وغیرہ وغیرہ)
اسلام تو وہ خوشنما اور دل آویز چیز ہی جس نے اپنے تاثیرات سے عرب کو
بھی جنھین قرآن پاک امی اور ناتعلیم یافتہ کہہ رہا ہی اپنا ایسا مسخر اور دلدادہ بنالیا
کہ انھون نے اسلام پر سے اپنی ان گنت جانین قربان کرکے اوسکو اپنے خونون
سے سینچ سینچ کر پوسا پالا اور سیانا کیا یہان تک کہ اوسکو منکرون سے
بھی منوا چھوڑا اونھون نے اسلام کی عزت کی اسلام نے اونکو عزت دی - جب وہ
اپنا کام کر چکے تو اللہ کی امانت پاک اسلام اپنے پچھلون کو سونپا اور خود اسلام
پر سے نثار ہو کر اپنے پچھلون کو اچھا سبق دیکر جہان کے لیے پیدا کیے گئے تھے

یہ کہتے ہوئے وہان چل بسے (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ)

جان دی دی ہوئی اسیکی تھی حق تو یہ ہی کہ حق ادا نہوا

کوئی بتا سکے تو وہ خدا کے لیے کھڑا ہو جائے اور مجھے بتا دے کہ اسلام کے سوا دنیا مین اور کونسا مذہب ہی جس نے اپنی صوری اور معنوی دلفریبیون سے اتنی مختلف قومون کو اپنا دلدادہ اور فریفتہ اور شیفتہ بنا لیا ہو۔ صاحبو!

یون تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتے ہین دیکھنا یہ ہی کہ مرتا ہی زمانہ کس پر

ای اسلام! کیا تو وہی پاک اسلام نہین ہی جس نے صدیون کی لڑائیان دم کے دم مین چکا دی تھین۔ کیا تو وہی اسلام نہین ہی جس نے صدیون کے تفرقے آن کی آن مین مٹا دیے تھے۔ کیا تو وہی اسلام نہین ہی جس نے بے سامان فقیرون کو کسرای قیصر کے ملکون پر آسانی سے قابض کرا دیا تھا؟ کیا تو وہی اسلام نہین ہی جس نے خونکے پیاسے دشمنونکو ایک دوسرے کا عاشق زار و جان نثار بنا دیا تھا؟ کیا تو وہی اسلام نہین ہی جس نے دنیا مین قدم رکھتے ہی تاریکی۔ روشنی سے۔ جفا وفا سے۔ قطع وصل سے۔ فساد صلح سے۔ عداوت محبت سے۔ ذلت عزت سے۔ خیانت امانت سے۔ معصیت طاعت سے۔ کدورت صفائی سے۔ بدل کر دنیا کا رنگ ہی پلٹ دیا تھا اور دنیا کے سارے رنگونکو اللہ کے خوشنما رنگ مین رنگ دیا تھا؟

اسلام! تو بیشک وہی اسلام ہی۔ تیری وہی شان تیرا وہی غلبہ تیری وہی عزت۔ تیرے وہی برکات۔ آج ہم لوگ ہزارون مسلمان مختلف ملکون اور بلاد کے اپنا مالوف وطن چھوڑ چھوڑ کر راہ کی مصیبتین جھیل جھیل کر احبا و اصدقا کے لطف صحبت سے صبر کرکے تیری قدردانی کرنے کو اور تیرے برکات حاصل کرنے کو یہان اکٹھے

ہوئے ہین - ای مہربان خدا - تو ہمین بھی وہ مبارک دن نصیب فرما کہ ہم لوگ جس ارادے سے یہان آئے یا بلائے گئے ہین اوسمین ہمین پوری کامیابی ہو -

الغرض اسلام کا کوئی جز بدنما نہین ہی - بدنما چہ معنی بلکہ اسلام کا ہر ہر جز اس شعر کا مصداق ہی -

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم	کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

الحاصل پہلا احتمال تو بلا شبہہ غلط ہی اور سراسر غلط - اب آئیے دوسرے احتمال کا بھی فیصلہ ہی ہوجائے کیا اسلام کی حسن صورت وسیرت دیکھنے کے لیے جو بصارت اور بصیرت چاہیے اوس بصارت اور بصیرت والے دنیا مین اب موجود اور باقی نہین رہے ؟ ہرگز نہین ہرگز نہین ! اگر ایسا ہی تو اس کثرت سے انجمنون کی اشاعت اسلام پر بڑی بڑی اسپیچین - بڑے بڑے لکچر - لانبی لانبی چوڑی چوڑی تقریرین - اور خود یہ جلسہ ندوۃ العلما یہ سب کیون ہین اور کس لیے ؟ کیا یہ سب چیزین ہمین نہین بتا رہی ہین کہ اسلام کی حسن صورت وسیرت کے مبصرین ابھی تک دنیا مین بکثرت قائم اور موجود ہین - بلکہ یہ زمانہ کہ فلسفے کی ترقی کا زمانہ ہی اس مین ہر ہر چیزون کی حقیقت پر خوب خوب غور ہو رہا ہی - اسمین اسلام کے اون سچے اصول کی سچائی جنکو اسلام تیرہ سو برس سے پکار پکار کر کہتا چلا آرہا ہی روز بروز بخوبی کھلتی جاتی ہی اور گویا یقین کے مرتبے سے عین الیقین کے درجے کو پہونچتی جاتی ہی -

دیکھیے حال کے تحقیقات نے وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ کے راز کو کیسا کھول کر دکھا دیا کہ نباتات مین تمام چیزین جوڑے جوڑے ہوتی ہین - اور کوئلے کی کانون نے اَلنَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ کے راز بستہ کو کس طرح فاش کر دیا

٭ اور ہر چیز بنائی جوڑی - ٭ وہ آگ جسکے ایندھن آدمی اور پتھر ہین -

اور زمین کا سورج کے قریب قریب ہوتے جانا جو فلسفۂ حال سے ثابت ہوا ہی اوس نے اسلام کے اس سچے مسائے کو کہ قیامت مین سورج زمین سے نہایت ہی قریب ہو جائیگا - کیسا کھولدیا وغیرہ وغیرہ - پھر ایسی ترقی کے زمانے مین اسلام کی حسن صورت و سیرت کے مبصرین کی تعداد کیونکر زائد نہو گی -

حضرات ! بالفعل اسلام پر جن زورون سے اہل اسلام جلسے کر رہے ہین اور تحریرین شائع ہو رہی ہین اوسی کے لگ بھگ عیسائی لوگ اسلام پر اپنی اپنی بہت ہی پر زور تقریرون اور تحریرون کے جوہر دکھا کر اہل اسلام سے داد پرداد لے رہے ہین - تو ای حضرات ! کیا آپ اجازت دیتے ہین کہ اب مسلمانون کو اسلام کی جانب سے مطمئن ہو بیٹھنا چاہیے کیونکہ مسٹر فلان اور مسٹر فلان صاحبان اسلام کی خوبیون پر ایسے ایسے دل آویز مضامین لکھنے لگے تو اسلیے اب مسلمانون کو اسلام کی خوبیان دنیا پر پیش کرتے رہنے کی ضرورت نہین رہی ؟

جبکہ آپ ایسی اجازت نہین دیسکتے اور نہ کسی طرح یہ اجازت دینا حلال ہوسکتا ہی تو آپ ہی فرمائین کہ مین اسلامی انجمنون کی فقط اتنی کثرت دیکھ دیکھکر اور ان مین اسلامی ترقیون کی ضرورتون پہ بڑی بڑی تقریرین سن سنکر کیا خوش ہون اور کیونکر خوش ہون جبکہ مین اسلام کی حالت پر اجمالی نظر ڈالتے ہی اُس کا شیرازہ کھلا ہوا اوسکے تمام اوراق بکھرے ہوے اوسکے اراکین حضرات علما و مشایخین و مدرسین و واعظین و مناظرین و مصنفین و مولفین وغیرہ وغیرہ مین رات دن فتنہ و فساد و شقاق و نفاق کی گرم بازاری دیکھنے لگتا ہون اور جسقدر انکے دور کرنے مین کوششین کی جاتی ہین اسیقدر ان مین اور ترقی ہو جاتی ہی آہ -

وصال یار مین دونا ہوا عشق	مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

یہ سب جانتے ہین کہ ہر مسبب کے لیے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہی۔ اور بغیر ازالہ سبب زوال مسبب ہو نہین سکتا اور سبب ہی کے ازالے سے مسبب کا ازالہ ہو جاتا ہی تو ہمکو غور کرنا چاہیے کہ شقاق و نفاق باہمی کا آخر سبب کیا ہی؟

غور کرنے سے اصل بات یہ سمجھ مین آتی ہی کہ ہر چند اسکے اسباب بظاہر بہت ہین مثلاً نفسانیت۔ جہالت کسی کے ساتھہ زائد از ضرورت حسن ظن۔ کسی سے زیادہ بدگمانی۔ طلب جاہ۔ طلب مال۔ پاس سخن۔ وغیرہ وغیرہ مگر ان علتون کی علت (علۃ العلل) ایک ہی چیز نظر آتی ہی وہ کیا؟ "مسلمانون سے غور و فکر کا مادہ کم ہوجانا" انسان کے جملہ ترقیات دینی و دنیاوی کے لیے یہی ایک نفیس ودیعت الٰہی انسان مین رکھی گئی ہی کہ جس بات کو کرنا یا چھوڑنا ہو پہلے سے اوسکو سمجھ بوجھ لینا تب عمل مین لانا اللہ تعالی مومنون کی صفت مین فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا یعنی رحمن کے بندے وہ لوگ ہین کہ جب اُن کے رب کی آیتین اون پر پیش کی جاتی ہین تو وہ اُن پر اندھا دھند اندھے بہرے بنکر نہین گر پڑتے بلکہ انکی خوبیون کو سمجھ بوجھکر مانتے ہین اور اللہ تعالی نے جو جو قوی اونکو عنایت فرمائے ہین وہ اُنسے کام لیتے ہین اونکی قدر کرتے ہین وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا۔ ترجمہ یعنی جس بات کا تجھے علم نہین اوسکے پیچھے مت پڑ بیشک کان اور آنکھ اور دل سبکی اس سے پوچھ ہوگی) کے مواخذے سے ڈرتے ہین اور جو لوگ اپنے قوی سے کام نہین لیتے اور اللہ تعالی کی اس نعمت کی قدر نہین کرتے اونکی شان مین خدا فرماتا ہی لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا

اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغَافِلُوْنَ ترجمہ جو لوگ دوزخ کے لیے بنائے گئے ہین اونکے دل ایسے ہین جنسے وہ سمجھتے نہین اور اونکی آنکھین ایسی ہین جنسے وہ دیکھتے نہین اور اونکے کان ایسے ہین جنسے وہ سنتے نہین وہ لوگ گویا چوپائے ہین بلکہ اُنسے بھی زیادہ بیراہ غافل یہی لوگ ہین۔

ہماری غفلت اور قلت تدبّر نے ہمین دھوکے مین ڈالدیا ہی۔ ازانجملہ یہ ہی کہ ہم اکثر ذاتی عیوب کو مذہبی اور شخصی کو قومی سمجھنے لگے ہین۔ اور ذاتی معاملات اور مذہبی مین اکثر خلط مبحث کردیتے ہین اور جو عمل ہمارا طرف مقابل کرتا ہی اوسکو کسی وجہ سے معذور نہین جانتے اور اوسکے مناشی پر غور نہین کرتے اور ما بہ الاختلاف کو ما بہ الاشتراک سے الگ نہین کرتے بلکہ ادنی ما بہ الاختلاف کے جھگڑون مین اعلیٰ ما بہ الاشتراک کو بھی کھو بیٹھتے ہین۔

تجھے ایک ل ہی سے کام تھا نہ کہ استخوانونکو پھونکنا
غرض ایک شیر کے واسطے تو نے نیستان کو جلادیا

بااینہمہ ہمین اپنے بھائیونسے ہمیشہ صلح کا امیدوار ہی رہنا چاہیے۔ کیونکہ نفاق کی انتہا اتفاق ہی۔

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہی　　زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہی

ارباب علم جنھین نائب رسول ہونے کا فخر حاصل ہی انھین کی اصلاح پر قوم کی اصلاح وابستہ ہی یہ وقت قوم پر حضرات علما کی عنایت وکرم کا ہی اگر یہ لوگ قوم پر یعنی امت مرحومہ پر مہربان ہوجائین تو انشاءاللہ بہت جلد قوم کی حالت درست ہوجائے ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہین کہ پہلے شب کی سخت تاریکی رہتی ہی پھر ایک روشن آفتاب نکلکر اس تاریکی کو دور دفع کرکے تمام عالم کو تاریکی کی جگہ اپنے نور سے منور کردیتا ہی۔ پھر اوسکی روشنی ترقی

کرتی جاتی ہی یہان تک کہ جب ٹھیک دوپہر ہوجاتی ہی تو ترقی انتہا کو پہونچ جاتی ہی اور جب ترقی انتہا کو پہونچگئی تو پھر آفتاب اوس حالت پر ذرا بھی سنبھل نہین سکتا بلکہ فوراً ڈھلنے لگتا ہی اور اوسکو زوال شروع ہوجاتا ہی۔ گو اوسوقت روشنی پر زوال کا اثر محسوس نہین ہوتا مگر شام ہوتے ہوتے حالت بالکل بدل جاتی ہی رات ہوجانے پر تو نور کے بدلے جدھر دیکھو ظلمت ہی ظلمت چھا جاتی ہی مگر رات کے ختم ہوجانے پر پھر وہی کل جیسا روشنی کا سامان پیدا ہوجاتا ہی۔

اس طلوع و غروب سے روزانہ ایک نہایت ہی کارآمد سبق دیا جاتا ہی جسکو ہمین یاد رکھنا چاہیے کیونکہ وہ سبق روزانہ دوہرا دیا جاتا ہی۔ وہ سبق یہ ہی کہ جیسا تم رات دن تاریکی کے بعد روشنی اور روشنی کے بعد تاریکی۔ تاریکی کے بعد پھر روشنی دیکھا کرتے ہو اسیطرح ہر نقصان کے بعد کمال کے امیدوار رہو اور ہر کمال کے بعد نقصان سے ڈرتے رہو۔

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ زمانے کو ہم بدلتے رہتے ہین لوگون مین

دیکھو جاہلیت کے غایت شقاق و نفاق کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مین کیسا اتفاق ہوا پھر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے کمال اتفاق کے بعد نفاق شروع ہوا اور بڑھتا گیا اور اب تو بہت ہی بڑھگیا۔ اس لیے اب ہمین امیدوار رہنا چاہیے کہ اگر نفاق کمال کو پہونچگیا ہی تو اب ضرور پھر اتفاق پیدا ہوگا اور کیا عجب ہی کہ یہ بابرکت جلسہ ندوۃ العلما ہی اس اتفاق کے پھیلنے کا ایک مقدمہ ہو خدا ایسا ہی کرے۔ آمین ؎

اور دیکھو پہلے تاریک حالت مین لوگ بڑے بدنفس۔ درندہ خو۔ بہائم صفت ہوگئے تھے۔ زندگی ایک بڑی ہی بےدرمان ہوگئی تھی ع جھگڑا تمام دن تو لڑائی تمام رات

رہا کرتی تھی۔ بات بات پر لڑتے صدیون تک فیصلہ مشکل۔ زندگی کی مدت محدود اور انکی لڑائیون کی مدت نامحدود اسلیے اپنے وارثون کو جھگڑتے رہنے کی وصیت کرکے مرتے تھے پھر نسلاً بعد نسلٍ لڑائی گرمائی رہتی تھی۔ دنیا کا حال عجب خراب خستہ ہوگیا تھا کسی کو نہ جینے مین مزہ تھا نہ مرنے کا لطف۔

مو ت سے بد تر ہو جس کی زندگی	ہاے اوسکی موت دیکھا چاہیے

ایک بلا کی تاریکی تھی جس نے تمام عالم کی ساری خوبیون اور بھلائیون کو ڈھانک لیا تھا۔ جب وہ تاریکی انتہا کو پہونچ گئی تو نورِ محمدی کا آفتاب چمکا۔ اور اس نے ایکبارگی اپنے نور عالمتاب سے جہان کو منور کردیا اور پھر چل تو چل ایسا جلد اپنی ترقی کرکے نصف النہار کو پہونچگیا جسکی نظیر آج تک صفحۂ روزگار پر پائی نہین گئی۔ اور جسطرح کہ دین کی روشنی تمام پھیل گئی اُسی طرح دنیا بھی چمک گئی۔ ایسے ایسے بے سامان لوگ جنکو نہ قوت شب کا ٹھکانا نہ بدن ڈھانکنے کے لیے پورے کپڑے میسر خدا کی قدرت اونھون نے بڑی بڑی سلطنتین فتح کین اونکی ہیبت سے دنیا لرزنے لگی۔ ایک عیسائی مؤرخ لکھتا ہی۔ دنیا سواے ایک شخص کے ایسا دوسرا شخص پیدا نہین کرسکی جو اعلی درجے کا بادشاہ بھی ہو اور اعلی درجے کا پوپ بھی ہو۔ ایسا شخص جو پیدا ہوا ہی وہ محمد عربی ہی (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اسکی سلطنت مین اور سلاطین کی سلطنت سے کچھ کمی تھی تو اسیقدر کہ اور سلاطین کی طرح سے آپ نے قلعے نہین بنائے نہ بڑے بڑے جرار لشکر رکھے مگر فتح آپ ہی کی جانب ہی۔ اور آپکے پوپ ہونے مین کمی تھی تو اتنی کہ پوپ کا مکر آپ مین بالکل نتھا۔

وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوفَهُمْ	بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ

ترجمہ اور اونمین اسکے سوا اور کوئی عیب نہین کہ اونکی تلوارونمین دشمن کے لشکر کی مار کاٹ سے رخنے پڑگئے ہین

ہزار افسوس کہ آفتاب محمدی بہت جلد خط نصف النہار پر پونہچا اور ڈھلنے لگا۔ سچ ہی مصرع ع وہ آفتاب نہین ہی جسے زوال نہین ہوا اسلام کی ترقی کا آفتاب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد برکت مہد مین پوری ترقی کر گیا اور انھین کی اخیر زندگی مین زوال بھی شروع ہو گیا گو اس زوال کا اثر اسلام کی ترقی پر صدیون تک چندان محسوس نہین ہوا مگر آخر رفتہ رفتہ اسکا اثر نمایان ہوتا گیا۔ یہان تک کہ جہان ہم بادشاہت کی حیثیت سے تھے وہان بدترین غلام ہین اور جہان غایت درجے کے عزیز تھے وہان سب سے زیادہ ذلیل ہین۔ جہان ایک جان اور بے انتہا قالب تھے وہان تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى کے مصداق ہین۔ جہان امارت سے کٹتی تھی وہان غربت پر ناز ہی۔ جہان امن سے رہتے تھے وہان خوف سے بدحواس ہین۔ جہان غیرون سے صلح تھی وہان اپنون سے جنگ ہی۔ جہان علوم وفنون مین سب کے اُستاد تھے وہان اپنے اگلون کے شاگردون کی شاگردی پر ناز ہی۔ اب تو ہماری اس تاریک حالت پر ایک زمانہ گذر گیا ہی کیا عجب ہی کہ اب انتہا کو پہونچ گیا ہو اور ندوۃ العلما کی یہ روشنی صبح صادق کی روشنی ہو جسکے بعد ہمین ہر طرح کی ترقی کے آفتاب چمکنے کی امید ہوتی ہی خدا ایسا ہی کرے۔ آمین

صاحبو! مجھے اجازت دیجیے کہ مین آپکی جناب مین اس بات کو دکھاؤن کہ اسلام کیا ہی۔ اور کن کن باتون سے آدمی مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہی۔ اور اسلام کے ضروریات مین سے وہ کونسی چیز ہی کہ اگر وہ نہو تو آپ اسلام کے دینی یا دنیاوی برکات مین سے کسی حصے کے مستحق نہین ہو سکتے۔ اور نہ نماز اور نہ روزہ اور نہ کوئی اور طاعت قبول ہو سکتی ہی۔ اور وہ کونسی چیز ہی جسکو آپ اختیار کر لین

تو سارے جھگڑے فیصل ہو جائین اور پھر وہی اگلی ترقی - وہی اقبال - وہی عزت
وہی محبت اور اتفاق - اور اونھین علوم و فنون کی گرم بازاری ہو جائے -

اب مین سب کو جدا جدا مختصر مختصر لفظون مین عرض کرتا ہون - اور ہر ہر
دعوے کے ساتھ دلائل بھی آپکے سامنے پیش کرتا ہون - آپ خوض و غور کرین -
اور آخر مین یہ بھی گزارش کرنے والا ہون کہ آپکو ایسی نازک حالت مین کیا کرنا چاہیے
جسکو آپ بآسانی قبول بھی کر سکین اور کسی فریق کی یکطرفہ ڈگری بھی نہو - بلکہ مصالحت
مین جو ہونا چاہیے کہ ہر فریق کی حق حق رعایت ایک نسبت کے ساتھ کیجائے اور وہ
بھی ایسی جسکی منظوری کسی پر بار نہو - ہماری فہرست کا اول نمبر یہ ہے کہ "اسلام کیا ہے"

حضرات! اسلام جو کچھ ہے وہ اپنی حقیقت اپنے نام ہی سے آپ بتا رہا ہے
اسلام کے معنی گردن ڈالنے اور فرمان بردار ہو جانے کے ہین (اَلْاِسْلَامُ گردن
نہادن بطاعت) تو اسلام یہی ہے کہ بندہ جس بات کو دیانۃً مالک الملک خدا کا حکم سمجھے
اوسکے آگے اپنی گردن جھکائے یعنی بخوشی بیچون وچرا مان لے قبول کر لے - یہی تو اسلام
ہے اور یہی اوسکی حقیقت - اب آپ حضرات اسکا فیصلہ کرتے چلین کہ ہم لوگ جو اسلام
کے مدعی ہین اسلام کے اونھین سارے احکام کو سہی جنکو ہمنے اسلام کے احکام سمجھ
رکھے ہین کیا ہم اُن کو سچے دل سے بیچون وچرا مانتے ہین یا اسلام کے کسی حکم کو رسم
و رواج کے خلاف پاکر یا کسی کے لحاظ و مروت سے یا نفسانیت اور ضد سے اسلام
کے خلاف بھی کرتے ہین - یا یہ کہ اسلامی حکم کو سمجھ بوجھکر بمجبوری زبانی تو مانتے ہین مگر
اوسکے برتنے مین بیغرتی خیال کرتے ہین یا دنیاوی مضرت پاکر شرعی حکم کی تعمیل
سے ہمیشہ کے لیے اپنے کو کنارہ کش بھی پاتے ہین وغیرہ وغیرہ اسکا جو کچھ جواب ہے وہ عیاناً چہ بیان

پھر جس کا خود یہ حال ہو اوسکو دوسرے بھائیون کی نکتہ چینی کرنا بلکہ اُن کو اپنے سے زیادہ گنہگار یا گمراہ سمجھنا یا معاذ اللہ کافر تک کہدینا کب زیبا ہی۔

اس فہرست کا دوسرا نمبر یہ ہی کہ "کن کن باتون سے آدمی مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہی" اسکو کون نہین جانتا کہ اگر کسی کافر کو بھی مسلمان کرتے ہین تو اُس سے فقط کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھوا لیتے ہین۔ جہان اُس نے یہ کلمہ پڑھ دیا سب نے اُسے مسلمان سمجھ لیا۔ اوسکے دل نے بھی کلمۂ شہادت کے مضمون کو تسلیم کیا یا نہین نہ اسکے تجسس کا ہمین حکم ہی نہ کسی دوسرے قرینے سے (جب تک کہ وہ خود کلمے کے مضمون سے انکاری نہو جائے) ہمین اسکو کافر کہنا یا اوس کے ساتھ کافرون کے ایسا برتاؤ کرنا حلال ہی۔

اگر اوس نے دل سے اللہ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہین دی ہی فَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور اوسکی جواب دہی اوسکے ذمے ہی

یک گونہ نسبتے بتو کافی بود مرا	بلبل ہمین کہ قافیۂ گل شود بس ست

اسامۂ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حُرَقہ (قبیلہ) کی طرف بھیجا۔ ہم نے اُس قوم پر چھاپا مارا اور شکست دی۔ اور مین نے اور ایک انصاری نے اُن مین کے ایک شخص کو گھیر لیا اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہدیا۔ انصاری نے تو اپنا ہاتھ روک لیا مگر مین نے اُسے مار ہی ڈالا۔ جب ہم واپس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اسامہ! تونے اوسکو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے پر بھی مار ڈالا؟ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس نے یہ کلمہ جان بچانے کے لیے کہا تھا۔ مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی

فرماتے رہے کہ تونے اوسکو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے پر بھی مار ڈالا؟ یہان تک کہ مین تمنا
کرنے لگا کہ ای کاش مین اس دن کے پہلے مسلمان ہی نہوا ہوتا (بخاری شریف)
حضرات! فقط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کی عظمت کو غور کیجیے۔
عبداللہ بن عمر سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ قیامت مین اللہ تعالی میری امت کے ایک شخص کو برملا طلب فرمائیگا اور اُس کے
سامنے اتنے بڑے بڑے ننانوے دفتر گناہون کے رکھ دیگا جسکا ہر ایک دفتر اتنا لانبا
چوڑا ہوگا۔ جہان تک اُس کی نگاہ کام کرسکتی ہوگی۔ پھر اس سے پوچھا جائیگا
کیا تجھے اِن گناہون مین سے کسی سے انکار ہی۔ کیا میرے نگہبان فرشتے جو تیرے
ہر ہر عمل کے لکھ لینے پر مقرر تھے اونھون نے تجپر کچھ ظلم کیا یعنی تیرے تھوڑے
گناہ کو بہت لکھدیا؟ (بندہ) نہین ای میرے رب کچھ ظلم نہین کیا (خدا) کیا تجھے
کچھ عذر ہی؟ (بندہ) ای رب کچھ عذر نہین ہی (خدا) مگر ایک نیکی تیری میرے
پاس ہی۔ آج تجپر ظلم نہوگا۔ پھر ایک پرچہ نکالا جائیگا جسمین اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ
اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ لکھا ہوا ہوگا۔ خدای تعالی فرمائیگا آ میرے بندے
اور اپنی نیکی اور بدیون کی تول دیکھ۔ (بندہ) ای رب کہان اتنے بڑے بڑے ننانوے
دفتر اور کہان یہ مختصر خفیف پرچہ (خدا) تجپر ظلم نہوگا فرمایا تو وہ بڑے بڑے
دفتر ایک پلے مین اور وہ مختصر پرچہ ایک پلے مین رکھا جائیگا۔ پس وہ تمام بڑے
بڑے دفتر ہلکے پڑ جائینگے اور وہ مختصر پرچہ بھاری ہو جائیگا۔ اللہ تعالی کے بزرگ
نام کے مقابلے مین کوئی چیز بھاری نہین ٹھہر سکتی۔ (ترمذی ابن ماجہ)
مسلمانون کا کوئی فرد ایسا ہی؟ جو کلمۂ شہادت کا اقرار نہین کرتا

پھر اوسکی ہتک حرمت کیونکر حلال ہوسکتی ہی

ای کاش ہم لوگ اپنے بچپن کی پہلی کتاب قواعد بغدادی ہی کے سبق کو یاد رکھتے (جسمین ہمارے شفیق استاد نے کلمۂ ایمان مجمل و ایمان مفصل پڑھاکر۔ ہمارے دلون مین ایمان کی بنیاد اجمال اور تفصیل کے ساتھ قائم کردی تھی) توآج مسلمانون مین یہ فتنہ نہ اٹھتا اور مسلمان مسلمانون ہی کی زبان سے کافر نہ بنائے جاتے۔

حضرات! مجھے اپنا سبق یاد ہی سن لیجیے (ایمان مجمل) اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ یعنی مین اللہ پر جیسا وہ ہی مع اسکے سارے نامون اور صفتونکے ایمان لایا اور اُسکے تمام حکام قبول کیے (ایمان مفصل) اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ یعنی مین اللہ پر اور اسکے فرشتون پر اور کتابون اور رسولون اور قیامت پر ایمان لایا اور اس بات پر ایمان لایا کہ بھلائی اور برائی اللہ کی تقدیر سے ہی اور مرنیکے بعد جی اٹھنے پر ایمان لایا۔

اگر یہ خیال کیا جائے کہ لڑکپن کا سبق وہ بھی پہلی کتاب کا کیونکر یاد رہ سکتا ہی تو حضرت من ہمین تو اوسکے بھی پہلے ازل کا سبق یاد ہی۔

کتاب الست پڑھا تھا ازل مین	غضب کا سبق تھا ابھی تک نہ بھولا

جب کوئی شخص مذکورۂ بالا باتون پر ایمان رکھتا ہی تو اوسکو پوری طرح ایمان حاصل ہوجاتا ہی۔ پھر سیانے ہوکر جو ہم کسی جزئی مسائلے کے اختلاف کے سبب سے اسکی تکفیر کرنے لگتے ہین توکیا وہ ایمان مجمل ومفصل لڑکپن ہی تک کے لیے تھا؟ جوانون کے ایمان کے لیے شرطین زیادہ ہوجاتی ہین؟ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا۔ ترجمہ بھاری بات اُن کے مونھون

سے نکلتی ہی اُن کا کہنا جھوٹ ہی ہی۔ اللہ اکبر خدا کا نام ایسا ذی شان نام اور اُسکے
ماننے والون کی یہ اہانت۔ اللہ تعالی آپ اپنے نام کی اسقدر وقعت ملحوظ
رکھے کہ اوسکے مان لینے کی وجہ سے اپنی بے انتہا نا فرمانیون سے بالکل درگزر
کرے اور اوسکے بندے ہین کہ اوسکو کسی طرح بخشش کے لائق ہی نہین سمجھتے۔
مسائلہ جزئیہ کے اختلاف کی وجہ سے اوس موحد کی نسبت سکوت تک گوارا نہین کرتے
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسکی طرف منسوب ہونے سے امت محمدیہ کو تمام
نبیون کی امت پر شرف حاصل ہو اور خود اس رسول کی امت ہو کر اس موحد کی کوئی
حقیقت نہین سمجھتے۔ وہ رسول جو امت پر مادر مشفقہ سے بھی بدرجہا زیادہ عاشق
زار ہو اور اوسی کی خیر خواہی مین زندگی بسر کرے جہان سارے رسول یَارَبِّ
نَفْسِیْ نَفْسِیْ پکار رہے ہون وہان یہ رسول اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ پکارے۔ قیامت
کے سخت دن مین اپنی امت کے کسی ایک شخص کو بھی دوزخ مین چھوڑ بیٹھنے کا
روادار نہو۔ جب تک کہ شفاعت پر شفاعت کرکے ایک ایک کو بخشوا نہ لے
آہ اوسکی پیاری امت کی کچھ قدر نہ کیجاوے۔ زبردستی ادنی ادنی باتون
پر اوسکی شان مین امت محمدیہ سے خارج ہونے کے ناگوار اور دل شکن
الفاظ استعمال کیے جائین۔ وہ رسول جسکے دیار کی خاک کو اوس رسول کے
ساتھ ایک نسبت حاصل ہو جانے کے سبب سے تو خاک شفا کہین اور اوسکا
کلمہ پڑھنے والی امت کی عظمت ملحوظ نرکھین۔ ہاے قیامت۔ صاحبو!
مصرع اگرچہ پاک نیم خاک پای پاکا نم ٭
صاحبو! یاد رکھو کہ یہ اہانت اس آدمی کی اہانت نہین ہی جسکی

تم سمجھے ہوئے ہو وہ شخص من حیث آدمی ہونے کے کوئی خاص وقعت نہین رکھتا اوسکی وقعت فقط اللہ اور رسول کے ساتھ ایک نسبت قائم ہوجانے سے پیدا ہوئی ہے -

ہر چند کہ نیست رنگ و بویم	آخر نہ گیاہ باغ اویم

جب تم نے باوجود اوس نسبت کے کہ وہ بلا اکراہ اللہ کو ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول اللہ کہتا ہے اوسکی اہانت کی تو اب جسقدر اوسکی اہانت کیجاتی ہے وہ اہانت (معاذ اللہ) اللہ کے نام اور رسول اللہ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت ہے - الہی توبہ - الہی توبہ - خدا اور رسول کے نام کی عظمت کوئی تنھے سے تنکے کے برابر نہین ہے جسکو ذرا اسی غلط فہمی یا گناہ کی خاک ڈھانک لے سکتی ہو بلکہ خدا اور رسول کے نام کی عظمت ایک اُس بڑے پہاڑ کی عظمت سے بدرجہا بڑھکر ہے جسکی چوٹی ساتون آسمانون کو چیرتی پھاڑتی ہوئی عرش برین تک پہنچی ہے اسکو کسی مسئلے کی غلط فہمی یا کسی گناہ کا انبار کسی طرح ڈھانک نہین سکتا تو جس نے خدا اور رسول کے بلا اکراہ ماننے والے کو کسی مسئلے مین سمجھ کے پھیر اور اختلاف کی وجہ یا کسی گناہ کے سبب سے اوسکو مشرک و کافر کے برابر سمجھ لیا - حق یہ ہے کہ اوس نے اللہ و رسول کی عظمت نہین سمجھی اور جس نے خدا و رسول کی عظمت نہ سمجھی وہ اسپنے ایمان کا آپ اندازہ کر لے سکتا ہے - افسوس کہ ہم لوگ کچھ نہین سمجھتے -

حضرات! اسی لیے یہ مسئلہ عقائد و فقہ کی کتابون مین صاف صاف لفظون مین مندرج کر دیا گیا ہے کہ کسی اہل قبلہ کی تکفیر نکرو - شرح مواقف مین ہے جُمْهُورُ الْمُتَكَلِّمِيْنَ وَالْفُقَهَاءِ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يُكَفَّرُ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ یعنی جمہور متکلمین

اور فقہا کا یہ مذہب ہی کہ کسی اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہین - اور اسی مین ہی عَنْ اَبِی حَنِیْفَۃَ
اَنَّہٗ لَمْ یُکَفِّرْ اَحَدًا مِّنْ اَہْلِ الْقِبْلَۃِ یعنی امام ابوحنیفہ رح سے منقول ہی کہ اونھون نے
کسی اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہین رکھی - اور درمختار مین ہی لَا نُکَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ اَہْلِ
الْقِبْلَۃِ وَاِنْ وَقَعَ اِلْزَامًا فِی الْمَبَاحِثِ یعنی ہم لوگ کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہین کرتے اگرچہ
آپس کی بحثون مین الزامًا تکفیر کا استعمال کیا گیا ہی - اس قول کا مطلب شامی نے یون
بیان کیا ہی (قولہ وان وقع الزامًا فی المباحث) معناہ وان وقع التصریح بکفر المعتزلۃ ونحوہم
عند البحث معہم فی رد مذہبہم بانہ کفر ای یلزم من قولہم ہذا الکفر ولا یقتضی ذلک کفرہم
لان لازم المذہب لیس بمذہب یعنی شامی نے درمختار کے اس قول (وان وقع
الزامًا فی المباحث) کا یہ مطلب بیان کیا ہی کہ گو معتزلہ وغیرہ کو اونکے مذہب کے رد مین انسے بحث کے
وقت کافر کہدیا گیا ہی لیکن اس سے مطلب بس اسیقدر ہی کہ فلان فلان قول سے کفر لازم آجاتا ہی مگر اسکا
مقتضٰی یہ نہین ہی کہ وہ سچ مچ بھی کافر ہین - کیونکہ کسی کے مذہب سے اگر کوئی بات لازم
آجائے تو وہ اوسکا مذہب نہین ہوجاتا - یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہی کہ ایک بات
کا دوسری بات سے لازم آجانا اور شی ہی اور اس لازم کا التزام کرلینا اور شی ہی زید کے
قول سے بکر کے نزدیک کفر لازم آجائے اور زید اس کفر کا ملتزم نہو تو اوس سے زید کافر نہین
ہوجاتا ہان اگر زید اوس کفر کا التزام کرلے تو البتہ کافر ہوجائیگا مثلاً حنفی شافعی اور اہل حدیث
کا یہ مسألہ ہی (جیسا کہ ہدایہ اور بخاری وغیرہ مین لکھا ہی) کہ متروک التسمیہ نسیانًا
حلال ہی اور مالکی مذہب مین حرام ہی اس صورت مین حنفی شافعی اور اہل حدیث کے
قول سے مالکی کے نزدیک اور مالکی کے قول سے حنفی شافعی اور اہل حدیث
کے نزدیک کفر لازم آجاتا ہی - کیونکہ ایک چیز جو ایک فریق کے نزدیک حلال ہی

اوسی کو دوسرا فریق حرام کہتا ہی۔ اسی طرح ایک چیز جو ایک فریق کے نزدیک حرام ہی اُسی کو دوسرا فریق حلال بتاتا ہی۔ اور حلال کو حرام کہنا یا حرام کو حلال کہنا یہ دونون باتین کفر ہین۔ لیکن چونکہ کوئی فریق اس کفر کا جو اوس کے قول سے دوسرے کے نزدیک لازم آجاتا ہی ملتزم نہین ہی لہذا کوئی فریق کافر نہین ہوسکتا۔ ہان اگر کوئی شخص اس لازم کا ملتزم ہوجائے یعنی مثلا یہ کہے کہ حنفیہ شافعیہ اور اہل حدیث جس متروک التسمیہ کو حلال کہتے ہین بلاشک اللہ ورسول کے نزدیک بھی وہ حلال ہی ہی لیکن مین اسکو نہین مانتا۔ یا یہ کہے کہ مالکیہ جس متروک التسمیہ کو حرام کہتے ہین بلاشبہہ اللہ ورسول کے نزدیک بھی وہ حرام ہی ہی لیکن مین اسکو نہین مانتا تو ان دونون صورتون مین البتہ وہ شخص کافر ہوجائیگا کیونکہ اسنے صریح اللہ ورسول کی تکذیب کی۔

ای حضرات! ندوہ آپ لوگون کا خیرخواہ اسی غلطی کو ظاہر کرکے سچے اسلام کی صفت کو ظاہر کرنا چاہتا ہی۔ ندوہ یہ ہرگز نہین چاہتا کہ مختلف مذہب کے مسلمانونکو ایک مذہب کردے۔ ندوہ نہ اہل حدیث کو حنفی بنانا چاہتا ہی۔ نہ حنفی کو اہل حدیث اور اگر وہ چاہے بھی تو اسکو کبھی اس مین کامیابی ہو نہین سکتی۔ جیسا کہ ابھی میرے لائق واعظ مولوی عبدالحق صاحب حقانی دہلوی نے بھی بیان فرمایا ہی۔ بلکہ ندوہ یہی چاہتا ہی کہ ہر فرقے کے مسلمان اپنے اپنے مذہب پر دیانۃً قائم رہنے کے ساتھ ملے جُلے رہین۔ ان مین مذہب چاہے ایک نہین سو ہون۔ مگر چونکہ ان سب مین اسلام ایک ہی ہی اسواسطے سب مذہب کے مسلمان بھی ایک ہی بنے رہین۔

ای حضرات مین بھی مدتون لزوم والتزام مین پورا فرق نکرنے سے اور اللہ تعالے

اور اسکے رسول کے نام کی عظمت کے آثار مین غور نکرنے سے دوسرے مذہب کے مسلمانون
سے کھچا رہا۔ اللہ تعالی کا بے انتہا شکر ہی جس نے مجھے چونکا دیا۔ اور اس سخت غلطی پر
متنبہ فرما دیا۔ مین نے اپنی پہلی بیجا کشاکشی کو واپس لیا۔ ہر وہ شخص جو بلا اکراہ اللہ و
رسول کو مانتا ہی اور اسلام سے راضی ہی بیشک میرا مسلمان بھائی ہی کسے باشد۔

اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما	ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم

ان مین جو اللہ و رسول سے جہان تک زیادہ محبت اور زیادہ تقویٰ رکھتا ہی وہ
اللہ کے نزدیک زیادہ رتبہ رکھتا ہی کوئی مذہب والا مسلمان ہو۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ
اَتْقٰکُمْ (بیشک تم مین سے بڑے رتبے والا خدا کے نزدیک تم مین بڑا پرہیزگار
ہی) صلح اور صفائی بھی واقع مین اللہ کی عجیب رحمت ہی۔ آپ خیال فرمائین مسلمانون
کے فرقے کے وہی الفاظ جن سے وہ دوسرے فرقے والے مسلمانون کی دل شکنی
کرتے ہین۔ اور انسے اتفاق کرنا حرام جانتے ہین۔ بعینہ وہی الفاظ خود قائل کے
ایمان و اسلام کے سچے گواہ ہین۔ مثلاً احناف کہتے ہین کہ اہل حدیث رسول کی محبت
نہین رکھتے۔ اور بزرگونکی بے ادبی کرتے ہین۔ اور اہل حدیث کہتے ہین کہ احناف
سنتونکو حقیر جانتے ہین اپنے بزرگونکے بے ثبوت حکم کے آگے رسول کے ثابت حکم کو نہین
مانتے وغیرہ وغیرہ۔ حضرات انصاف شرط ہی۔ کیا ان دونون فریق کے الزامات
پکار پکار کر نہین کہ رہے ہین کہ یہ لوگ خود اپنے اپنے خیال مین رسول صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے ایسے دلدادہ اور عاشق ہین کہ رسول کا عشق جس فریق مین اپنے سے ذرا بھی
کم خیال کرتے ہین اوسکے دشمن بن بیٹھتے ہین۔ اونسے برادریان قطع کر دیتے ہین پھر جب
ہر فریق اپنے اپنے خیال کے بموجب رسول کا دلدادہ عاشق ثابت ہوا تو اوسکے

اسلام مین کیونکر شک کیاجا سکتا ہی ہر شخص اپنے فہم بھر جواب دہ ہی نہ کہ دوسرے کے ۔ اسی غلطی کا یہ بھی ثمرہ ہی کہ یون کہدیا جاتا ہی کہ آمین بالجہر سنت ہی ۔ اور احناف آمین بالجہر کو سنت نہین سمجھتے اور جو سنت کو سنت نہ سمجھے وہ منکر سنت ہی اس لیے احناف منکر سنت ہین یا یون کہدیا جاتا ہی کہ آمین بالسر سنت ہی اور اہل حدیث آمین بالسر کو سنت نہین سمجھتے اور جو سنت کو سنت نہ سمجھے وہ منکر سنت ہی اسلیئے اہل حدیث منکر سنت ہین ۔

العرض اسلام ایک ایسا ہی سہل الحصول امر تھا جب ہی تو عرب ایسے ناتعلیم یافتہ اور اعراب جیسے سخت مزاج لوگون نے جب سمجھ لیا تو اوسکو بآسانی قبول ہی کر لیا ۔ ورنہ آپ خیال فرما سکتے ہین کہ اگر اسلام ایسا سخت ہوتا کہ سب کچھ کیے جاؤ اور ایمان مجمل و مفصل کا اقرار کرتے رہو مگر ایک ذرا کوئی جزئی مسالہ دوسرے کے خیال سے خلاف ہوا اور ساری توحید و اقرار رسالت مٹی مین ملگئی اور وہ شخص خدا اور رسول کے منکرون کے برابر ہو گیا اگر ایسی ہی بات ہو تو کوئی شخص ایسا مسلمان ہو بھی نہین سکتا جو دوسرے مسلمانون کے نزدیک بھی مسلم الاسلام ہو سکے ۔ خدا کے لیے مجھے کوئی اللہ کا بندہ بتادے کہ صحابۂ کرام اور سلف صالحین کے مسلمانونکی طرح سے اس زمانے مین کوئی ایسا مسلمان کیونکر ہو سکتا ہی کہ جب وہ اپنے کو ایک مسلمان شخص سمجھتا ہی دوسرے تمام مسلمان بھی اوسکو لااقل اپنا جیسا مسلمان سمجھین ہائے قیامت ! یہان تو یہ اندھیر ہو رہا ہی کہ اگر اسلام کے سو فرقے فرض کرو تو ایک فرقہ جو اپنے کو مسلمان اور بہت ہی اعلی درجے کا مسلمان سمجھتا ہی ننانوے فرقے کے مسلمان اسکی تکفیر نہین تو تفسیق یا تضلیل ضرور کرتے ہین اور لااقل اپنے رتبے کے اسلام سے کم تو بے شبہہ خیال کرتے ہین الا ماشاء اللہ ۔

حضرات! یہ اور بات ہی کہ کسی خاص مسالہ جزئیہ مین یہ خیال کرلیا جاے کہ مین غالباً حق پر ہون اور دوسرا برسر غلط اگر یہانتک ہوتا تو نقصان نہ تھا۔ شامت یہ ہی کہ ان جزئیات مسائل مین اپنی تحقیقات سے دوسرون کی تحقیقات کو کم رتبہ سمجھکر اُس غریب مسلمان کے اسلام ہی کو کم رتبہ سمجھنے لگتے ہین انکا دماغ اس خیال سے فارغ ہوگیا ہی کہ اگرچہ یہ مسالہ اُس دوسرے مسلمان کی سمجھ مین غلط آیا ہی مگر ہو سکتا ہی کہ اوسکے دل مین خدا کا خوف مجھسے زیادہ ہو اور خدا ورسول کی محبت مجھسے بہت زیادہ رکھتا ہو۔ اوسکا تقویٰ مجھسے اتنا بڑھا ہوا ہو جسکو ایک کیا سو مسألونکی غلطیان بالکل نقصان نہ پونہچا سکین۔ کیونکہ ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہی اور ہر امر مین حقیقۃ الحال خدا کے سوا کوئی نہین جان سکتا اور وہ شخص خدا اور رسول کی اطاعت دیانتۃً اُسی مین سمجھتا ہی جسکو ہم خلاف حق خیال کرتے ہین تو ہمارا خلاف حق سمجھنا دوسرے کے حق مین کیا ضرر پونہچا سکتا ہی۔ اللہ کے معاملات کوئی نرالے معاملات نہین ہین۔ دنیا آخرت کا نمونہ ہی دنیاوی معاملات سے مذہبی معاملات کو مقابلہ کرکے بہت اچھی طرح سے سمجھ جا سکتے ہین۔ کہ مسلمانونکے سیکڑون فرقون مین سے حق پر کون شخص ہی اور ناحق پر کون۔ خدا کے نزدیک گمراہ کون ہی اور راہ راست پر کون۔ خدا کس سے راضی ہی اور کس سے ناراض۔

حضرات! مقام غور ہی کہ برٹش گورنمنٹ کی رعایا کے ملت ومذہب مین کسقدر اختلافات ہین۔ ہم کچہریون مین دیکھتے ہین کہ لاکھون معاملات دائر رہتے ہین اور گورنمنٹ کی رعایا برابر آپس مین جنگ وجدال واختلاف رکھتی ہی اور ہزارون مقدمات جنکا ناحق ہونا مدعی یا مدعا علیہ کو یقیناً معلوم ہی اور بعض

لوگ تو جھوٹے مقدمہ پرداز بھی مشہور رہتے ہین -

جتنے محکمجات جہان جہان قائم ہین اُن مین مقدمات کی کثرت روزافزون ہوتی جاتی ہی - ایک ایک مقام پر ایک ایک محکمے کے مقدمات کے انفصال کے لیے اکثر متعدد منصف یا صدر اعلی وغیرہ حکام کی افزایش کیجاتی ہی - مقدمات ضلع سے ڈگری ڈسمس ہوتے ہوتے ہائی کورٹ اور لندن تک پہونچ جاتے ہین -

حضرات! اسمین مجھے آپ لوگون سے دریافت کرنا یہ ہی کہ ان مقدمات کے فریقین مین گورنمنٹ کی مطیع رعایا کون ہی - ہر مقدمے کے مدعیان یا ہر مقدمے کے مدعا علیہم - یا ہر ڈگری حاصل کرنیوالے یا ہر مقدمہ ہارنے والے یا سچے مقدمات دائر کرنیوالے یا جھوٹی لڑائیان لڑنیوالے وغیرہ وغیرہ اور ان مین گورنمنٹ کی منکر اور باغی رعایا کون ہی - تھوڑی توجہ مین جب کہ آپ غور کر کے خوب دیکھ بھال لینگے تو ضرور یقین کر لین گے کہ ان مین سب کے سب گورنمنٹ کی مطیع رعایا ہین - انمین کسی قسم کے مذہب ملت وغیرہ مین اختلاف رکھنے والے گورنمنٹ کے باغی ہرگز نہین ہین - گورنمنٹ نے بھی ان مین سے کسی کو اپنا باغی قرار نہین دیا ہی - نہ کسی کو اپنے احکام کا منکر سمجھا ہی - بلکہ ہر قسم کے مدعی ومدعا علیہ گورنمنٹ کی خیرخواہ اور مطیع رعایا سمجھے جاتے ہین اور گورنمنٹ سب کو اپنا مطیع خیال کر کے سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہی اور کسی مجرم کو بقدر جرم سزا دینا یہ اور بات ہی - اب یہان غور کرنا چاہیے کہ جہان اتنے اختلافات جمع ہون وہان ان سب مین مابہ الاشتراک وہ کونسی چیز ہی جس سے گورنمنٹ سبکو اپنی مطیع رعایا خیال کرتی ہی -

حضرات! وہ مابہ الاشتراک چیز یہی ہی "بادشاہی قانون کے حدود مین رہنا" دیکھیے جملہ مقدمات کے ہر فریق نے یہ کوشش برابر ملحوظ رکھی ہی

کہ اپنے کو گورنمنٹ کے قانون کی حد مین محدود کر رکھا ہی اور ہر شخص اپنے مدعا کے اثبات مین
سرکاری ہی قانون کی کسی نہ کسی دفعہ کو پیش کرتا ہی اگرچہ ایک فریق نے اُس دفعہ
قانونی کے مطلب کو غلط سمجھا یا اپنے مقابل کو دھوکا دینے کے لیے غلط تاویل کرکے کسی دفعہ
قانونی کو اپنے مدعا کے موافق دکھایا ہی مگر گورنمنٹ کے قانون کا واجب العمل ہونا سب نے
ضرور جتایا ہی اور باغی وہی رعایا ہی جو گورنمنٹ کی بدخواہ اور دغاباز ہی اور بادشاہی قانون
کی حد سے باہر اور اوس سے بیزار ہی تو جبکہ بدین اختلافات محض قانونی حدود مین رہنے
کے سبب سے گورنمنٹ کی رعایا باغی و منکر نہین خیال کیجاتی ہی تو خدا کے بندے جو اپنے کو
بلا اکراہ مسلمان کہنے والے اسلامی قانونکے حدود مین رہنے والے ہین اس مذہبی جزئی اختلافات
سے مسلمانی سے کیون خارج ہو جائینگے اور خدا کے باغی اور منکر یعنی کافر کیون قرار پائینگے
یہ بھی تو اپنے اپنے اختلافی مسائل کے ثابت کرنے مین اپنے نزدیک شریعت ہی کے
دائرے مین محدود رہتے ہین اور ہر فریق اپنے نزدیک اپنے مدعا کے اثبات مین قانون
شرعی ہی پیش کرتا ہی - جس سے وہ یہ بھی ثابت کرتا رہتا ہی کہ ہم برضا و رغبت شرعی
قانون کی پابندی کو ضروری جانتے ہین اور اوسی کے پابند ہین - تو بات یون ٹھہری
کہ جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا اکراہ مانتا ہی اور اپنی سمجھ مین اللہ اور رسول
کی اطاعت اپنے اوپر فرض جانتا ہی - اور مذہبی کام جو کچھ وہ کرتا ہی اوس مین اللہ اور
رسول کی اطاعت اور خوشنودی خیال کرتا ہی وہ یقیناً مسلمان ہی کیسے باشد - ہمین
چاہیے کہ جو بلا اکراہ اللہ اور رسول کا ماننے والا سمجھا جائے ہم اوسکو مسلمان ہی سمجھین
اور حقیقت الامر اُسی کو سونپین جسکے متعلق اوسکی جزا و سزا ہی نحن نحکم بالظواہر واللہ اعلم بالسرائر

	پارساوان نیک مرد انگار		ہر کرا جامہ پارسا بینے	

بہت ایسا ہوتا ہی کہ بعض لوگ بڑے عابد و زاہد و پارسا خیال کیے جاتے ہین مگر اللہ کے
نزدیک پرپشہ برابر بھی انکو رتبہ نہین ہوتا - اور ایسا بھی ہوتا ہی کہ ظاہر حال کسی کا بہت
ہی خستہ خراب ہوتا ہی مگر وہ اپنے پہلو مین کچھ ایسا اچھا لائق قدر دل رکھتا ہی جس سے
وہ اللہ تعالے کے نزدیک بڑی وقعت رکھتا ہی -

خاکساران جہان را بحقارت منگر	توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

جناب باری عز اسمہ فرماتا ہی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا
خَیْرًا مِّنْھُمْ کافر یعنی خدا کا باغی وہی شخص ہی جو خدائی قانون کا بدخواہ ہی - خدا کے
حکم کا منکر ہی - شریعت کے کسی حکم کو بیعزتی یا بیغیرتی کی بات سمجھتا ہی - اسلام سے
بیزار ہی تو جیسے گورنمنٹ کی ہوا خواہ وفادار رعایا کو باغی کہنا ایک نہایت ہی سنگین
جرم ہی اور ایسے مقدمے مین خود گورنمنٹ مدعی ہو کر ہوا خواہ رعایا کو بدخواہ اور باغی کہنے والے
کی سنگین سزا کرتی ہی اسی طرح جو شخص مومن کو کافر کہتا ہی خدا بھی اُسکی سنگین سزا
کریگا - کسیکی ہوا خواہ وفادار رعایا کو بدخواہ اور بے وفا یعنی باغی کہدینا نہایت ہی سنگین
جرم ہی (دیکھو تعزیرات ہند دفعہ ۱۲۱) اپنے ہی مذہب کے ہر ہر فروعات و جزئیات
کو اجمالاً اور تفصیلاً اچھا اور ہر طرح کی خطا اور غلطیون سے پاک یقین کرنے نے اہل مذہب
کے دلون مین خود بینی اور رعونت کا نہایت ہی مہلک عارضہ پیدا کر دیا اور اسی نے اخلاص
اور تقوی دل سے کھود کر نکال پھینکا - اور اُسی نے صحابۂ کرام کے اُن پاک حالات کے
آثار ہم لوگون سے کھو دیے کہ کوئی مارے ڈر کے کہتا تھا یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ شَجَرًا یُعْضَدُ
اور کوئی فرماتا تھا آہ کیا خوب ہوتا جو میری مان مجھے نہ جنی ہوتی - کسی کا رونا اور یہ کہنا کہ ہای
کاش مین بکری پیدا کیا گیا ہوتا کہ لوگ مجھے ذبح کر کے کھا جاتے اور میرا شوربا پی جاتے -

حضرت عمر فاروق جیسے صحابہ اور اپنے مین نفاق کے علامات حضرت حنظلہ وغیرہ
سے پوچھا کرین اور اپنی تمام عمر کی عبادت حضرت ابوبکر کے ایک عمل کے برابر ہو جانیکی تمنا
کرین جو اُن سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت مین ایک پہاڑ کی کھوہ
مین سرزد ہوا تھا - خدا کی شان ہم لوگ بدین حالت اپنے ہی کو تمام جہان سے اچھا
یقین کر کے فقط خوش ہی نہین ہوتے بلکہ دوسرون پر منہ آنے کو طیار - رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے تو یون فرمایا ہی کہ اللہ تمہاری صورتون کو نہین دیکھتا لیکن تمہارے دلون کو
دیکھتا ہی - اور ادھر ہماری یہ حالت ہی کہ جب کسیکا کوئی فعل مذہبی تحقیقات کے خلاف دیکھا
تو یقین کر لیا کہ بس یہ منہم ہی - یہ کھٹکا بھی نہین گذرتا کہ ہو سکتا ہی کہ اسکا دل خدا کے ساتھ زیادہ
وابستہ ہو - اسکا دل خدا کی محبت مین چور ہو - اسپر خوف غالب ہو - یہ خدا کا زیادہ پیارا ہو -
حضرات ! مجھے حیرت ہو گئی جبکہ مین ملک مدراس کے ایک شہر "وانم باڑی" مین
پونہچا اور وہان اسی قسم کی باتین چند جلسون مین بیان ہوئین تو ایک شخص نے آبدیدہ
ہو کر کہا - آہ مین آجتک یہی سمجھے ہوئے تھا کہ میرا ہی مذہب دنیا بھر کے مسلمانون سے
بہتر اور میرے ہی مذہب کا ہر شخص قطعی جنتی ہی اور دوسرے مذہب والے سب دوزخی ہین
انکے نماز روزے کل بیکار - معاذ اللہ" اسی ماہ شوال مین مَین حاجی عبدالرحمن صاحب مہاجر کو
مکہ معظمہ رخصت کرنے لگا وہ وعظ کے تذکرے مین کہنے لگے کہ مجھے اس قسم کے
بیان سننے سے بڑا ہی نفع پونہچا - مین پہلے یہی سمجھتا تھا کہ بس میرے ہی مذہب
والے اُن مین بھی خاص کر مین تو پکا مسلمان ہون اور مجھی جیسے لوگون کے لیے
خدا نے جنت طیار کی ہی - باقی سب گمراہ اور دوزخی ہین مگر اب مجھپر ثابت ہو گیا
کہ مجھسا گنہگار کوئی نہین اتنا کہا اور رونے لگے" ظفر شاہ نے سچ کہا ہی -

نہ تھی اپنے گناہون پہ جبکہ نظر تو تھے دیکھتے غیرونکے عیب و ہنر
پڑی اپنے گناہون پہ جب سے نظر تو نگاہ مین کوئی برا نہ رہا

مسلمانو! ہم لوگ ایسے برگزیدہ مذہب والے اور یہ اندھیر!

عرصہ گزرا ایک عیسائی نے اشتہار دیا تھا کہ مین مسلمان ہوا چاہتا ہون سب مسلمان متفق ہوکر بتائین کہ مسلمانون کے تہتر مذہب ہین مجھے کونسا مذہب اختیار کرنا چاہیے جسمین مین سب مسلمانون کے نزدیک حقانی مسلمان سمجھا جاؤن مجھے وہ اسلام پسند نہین ہی کہ اسلام کے جس مذہب کو مین اختیار کرون فقط اسے ایک مذہب والے مسلمان تو مجھے حقانی مسلمان سمجھین اور بہتر فرقے کے مسلمان حقانی چہ معنی مسلمان ہی نہ سمجھین بلکہ تکفیر کرین کم سے کم اپنے مذہب والون سے برا تو ضرور سمجھین کیونکہ اگر مجھے ایک ہی فرقہ والونکے خیال پر اعتبار کرلینا کافی ہو تو وہ مجھے اس کفر پر بھی حاصل ہی یعنی میرے ہم مذہب اب بھی مجھے حق پر سمجھتے ہین اگر مجھے اسکا جواب باصواب نہ ملا تو مسلمانو! یاد رکھو کہ میرے کفر کا وبال قیامت مین تمام جہان کے مسلمانون پر ہوگا۔ مین مسلمان ہونیکو طیار ہون جواب کا انتظار ہی ما شاء اللہ یہ جلسہ تو علما ہی کا جلسہ ہی۔ ندوۃ العلما اسکا نام ہی حضرات علما فرمائین کہ وہ کیا ہو سنی یا شیعہ۔ مقلد یا غیر مقلد حنفی یا شافعی۔ متشرع یا صوفی وغیرہ وغیرہ۔ سبحان اللہ ایک اسلام صحابہ رض و سلف صالحین کا اسلام تھا کہ اسمین نہ یہ سب اختلافات تھے اور نہ وہان یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا نہ اسکے جواب مین کوئی دقت تھی اللہ تعالی ہم لوگون کو سلف صالحین کا چال چلن نصیب کرے۔

فہرست کا تیسرا نمبر یہ تھا کہ اسلام کے ضروریات مین سے وہ کونسی چیز ہی کہ اگر وہ نہو تو اسلام کے دینی اور دنیوی برکات مین سے آپ کسی حصے کے

مستحق نہین ہوسکتے۔ اور نہ نماز روزے اور نہ کوئی طاعت قبول ہوسکتی۔ اب اسکا جواب بگوش ہوش سننا چاہیے۔

اسلام مین اول بات جو اس کا امر ہی وہ تقوٰی ہی اور اسی کی کمی یا فقدان نے سارے جھگڑے پھیلا رکھے ہین۔ چونکہ مین اسپر ندوے کے سال گذشتہ کے اجلاس مین کچھ عرض کرچکا ہون اور اسوقت آپ لوگون کی خدمت مین وہ ضروری باتین پیش کرنی ہین جو ندوے کی طرف سے میرے متعلق کی گئی ہین اسلیے اسوقت مجھے تقوے پر کچھ عرض نہین کرنا ہی۔

دوسری بات مسلمانون کا آپس مین اتحاد و اتفاق ہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا یعنی تم لوگ جنت مین نجاؤگے جب تک مومن نہوگے۔ اور مومن نہوگے جب تک آپسمین محبت نرکھوگے۔ دیکھیے مسلمانون کے آپسمین محبت نہین تو ایمان ندارد اور ایمان رخصت تو جنت سے کیا سروکار۔ یہان ایمان کا مدار محبت پر ٹھہرا دیا گیا ہی اور محبت کا مرتبہ اتفاق سے بدرجہا بالاتر ہی۔ آپس کی محبت کا حال تو معلوم ہی ہی اسی سے اپنے اپنے ایمانکا حال بھی معلوم کرلیجیے۔

ایک اور حدیث شریف مین ہی کہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِذَا اشْتَکٰی عَیْنُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ وَاِذَا اشْتَکٰی رَاْسُہٗ اشْتَکٰی کُلُّہٗ یعنی تمام مسلمان ملکر مثل ایسے ایک شخص کے ہین کہ اگر اُسکی آنکھ دُکھے تو سارا بدن دکھنے لگے اور اُسکا سر دکھے تو سارا بدن دکھنے لگے۔

چو عضوی بدرد آورد روزگار	دگر عضوہا را نماند قرار	

حضرات! اس حدیث کا عکس النقیض بھی جو اسکا لازم ہی سن لیجیے اَلَّذِیْنَ لَیْسُوْا کَرَجُلٍ وَّاحِدٍ فَھُمْ لَیْسُوْا بِمُؤْمِنِیْنَ یعنی جو لوگ کہ مثل ایسے ایک شخص کے نہین ہین

وہ سب مومن نہین ہین - اس سے ہم لوگون کو اپنے اپنے ایمان کا حال معلوم کرکے آیندہ سے اصلاح مین سخت کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالی ہم لوگون کو ایمان کامل نصیب فرمائے اور ہم سب مسلمانون کو کَرَجُلٍ وَّاحِدٍ کردے - آمین

اللہ تعالی فرماتا ہی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ یعنی جتنے مومن ہین سب آپس مین بھائی ہین تو تم بھائیون مین صلح کرادیا کرو۔ اللہ تعالی نے جسطرح آپس مین ملا جلا رہنا فرض کردیا ہی - اسی طرح جب کسی دو مسلمان بھائیون مین صلح نہو تو ان مین صلح کرادینا بھی فرض کیا ہی اور پھوٹ کو حرام کردیا ہی فرمایا وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا اور اللہ کی ڈوری کو سب کے سب ملکر مضبوط پکڑے رہو اور پھوٹو مت اور فرمایا شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ دین مین تمہارے لیے بھی وہی راستہ قائم رکھا جو ہمنے نوح کو حکم بھیجا اور جو ہمنے تجکو حکم کیا اور جو ہمنے ابراہیم اور موسی اور عیسی کو حکم کیا۔ وہ حکم یہ ہی کہ دین کو قائم رکھتے جاؤ اور اُس مین پھوٹ نڈالو۔ اس آیت مین دین قائم رکھنے کی سخت تاکید ہی اور دین کے معنی کیا ہین۔ اسکے معنی بھی اللہ کی کتاب سے معلوم کرنا چاہیے تصنیف را مصنف نیکو کند بیان سورہ یوسف مین ہی- مَا کَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاہُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِکِ یعنی یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو شاہی قانون کی روسے نہین لے سکتے تھے۔ یعنی دین کے معنی "قانون" تو دین کے قائم رکھنے کے معنی یہ ہوئے کہ خدائی قانون کے پابند رہو۔ اور خدائی قانون مین اصل کیا چیز ہی اسکی شرح قرآن شریف کے اصل مفسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یون فرمائی کہ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قانون شرعی کا اصل الاصول کیا ٹھہرا؟ خیر خواہی- صحابۂ کرام نے پوچھا یارسول اللہ کسکی خیر خواہی؟ فرمایا خدا کی اور اُسکے رسول کی مسلمانونکے

سرداروں کی۔ تمام مسلمانون کی۔ اور اللہ تعالی نے آپس کی نزاع کو بھی حرام کردیا ہی۔
فرمایا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا اے ایمان والو اللہ
کی اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو اور جھگڑو مت اور اُسکی مضرت بھی ساتھ ہی فرمادی کہ
فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ یعنی ورنہ تم نامرد ہو جاؤ گے اور تمھاری ہوا بندی جاتی رہیگی
اور اُس سے بچنے کا جو اصل آلہ ہی اوسکو بھی اس آیت مین بتا دیا کہ وَاصْبِرُوْا یعنی صبر کرو۔ اور
چونکہ مخالف طبع امر پر صبر کرنا ایک نہایت سخت کام تھا اس لیے اسکا بڑا بھاری اجر بھی ساتھ ہی
فرمادیا کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ یعنی یاد رکھو اللہ صبر والون کے ساتھ ہی۔ اور آپسکے قطع
تعلق کو فسق و نفاق کی علامت بتائی۔ فرمایا وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ
وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ یعنی خدا نے جس سے ملے رہنے کو فرمایا اوسکو چھوڑ دیتے ہین اور ملک
مین فساد کرتے ہین صلح و اتفاق اور ایک دوسرے کی خیر خواہی وہ چیز ہی جسکے بغیر کوئی کام چل
نہین سکتا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغض و عناد جو اتفاق شکن چیز ہی اوسکو حالقہ
فرمایا ہی اور اسکی تصریح خود یہ فرمادی کہ بغض و عناد سرون کو نہین مونڈتے بلکہ دین کو مونڈ ڈالتے
ہین اور جب دین منڈ گیا تو دنیا بھی جو دین ہی کے ساتھ ہمارے پاس آئی تھی وہ بھی منڈ گئی اور
فرمایا کہ ہفتے مین دو بار دوشنبے اور پنجشنبے کو بندون کے روزنامچے خدای تعالی کی حضور مین
پیش ہوتے ہین اور ایمان والون کی مغفرت ہوتی ہی مگر جسکے دل مین کسی مسلمان بھائی کی
طرف سے بغض و عداوت ہوتی ہی وہ نہین بخشا جاتا۔ اور حکم ہوتا ہی کہ ان دونونکو آپس مین
صلح کرنے تک چھوڑ دو (مسلم) چونکہ شریعت کے احکام عموماً تمامتر اتحاد و اتفاق کی بنیاد پر
مبنی ہین اور بہت سے مسائل معاملات و عبادات کی لم اور غایت یہی دونون چیزین ہین جیسے سلام۔
مصافحہ۔ معانقہ۔ جمعہ۔ جماعت۔ عیدین۔ حج۔ زکوۃ۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے

وہ گناہ جسمین وصل کی جگہہ قطع ہوتا ہی۔ جیسے غیبت۔ شکایت۔ چغلی۔ کسی کا احسان نمانتا
اپنا احسان جتانا۔ حق تلفی کرنا۔ گالی دینا۔ خیانت کرنا۔ دغا دینا۔ بدگمانی کرنا۔ اور جملہ
حقوق العباد۔ یہ سب اللہ تعالی کے نزدیک سخت ترین گناہ ہین۔

اسلام کے وہ برکات وہ فتوحات کیون غائب ہین۔ مدرسے۔ یتیم خانے
کیون خراب ہین۔ فقط آپس کی نااتفاقی سے دنیا مین کیسی کیسی کمپنیان قائم ہین۔ کیسی کیسی
تجارتین کھلی ہوئی ہین۔ اُن مین کہین کوئی سربرآوردہ کارخانہ کسی مسلمان کا بھی ہی؟
کہین نہین۔ انگریزی کالجون اور اسکولون کے جمع خرچ کو دیکھیے اور اپنے مدرسونکی
بری گت سے مقابلہ کیجیے۔ ہندوستان مین تو آپ کوئی ایسی عربی تعلیم گاہ نہین
آپ پائینگے جسکے لیے کافی سرمایہ جمع ہو اور وہ ہر وقت معرض خطر مین نہو۔

مدرسۂ احمدیہ آرہ ایک بڑا مدرسہ ہی۔ چونکہ یہی عاجز اوسکا مہتمم ہی
اسلیے اسکا حال عرض کرتا ہی۔ مدرسۂ احمدیہ آرہ ایک قدیم مدرسہ ہی ادھر اس نے
چار برس سے مناسب حال زمانہ نیا کورس (نصاب) ترتیب دیا ہی اور برابر اوسکو
حسب تجربہ ترمیم کرتا جاتا ہی جسقدر مدت گذر چکی ہی اوسکو اپنے کورس مین کامیابی حاصل
ہی۔ اس لیے سلسلۂ نظامیہ کی اصلاح کی طرف قوم کو توجہ دلائی ہی۔ آیندہ چار برس
مین اسکا پہلا سلسلہ انشاءاللہ منتہی ہوگا۔ اس مدرسے مین چار زبانین۔ اردو۔ فارسی۔
عربی۔ انگریزی پڑھائی جاتی ہین۔ مدرسۂ احمدیہ نے زمانے کا ساتھ دینا چاہا۔ زمانے
نے بھی مدرسۂ احمدیہ کا ساتھ دینا شروع کیا کہ مدراس۔ ویلور۔ حیدرآباد۔ بمبئی۔ پنجاب
اودھ۔ بنگال۔ وغیرہ وغیرہ کے صدہا طلبہ بڑے بڑے معزز علما و حکام و امرا وغیرہ
کے لڑکے بورڈنگ مین داخل ہوچکے اور برابر داخل ہوتے جاتے ہین اسکا اوسط

ماہانہ خرچ سات سو روپے ہین یہ سب تو ہوا مگر ذرا اسکی تحقیقات کیجیے کہ وہ اگلے دنکے
لیے اطمینانکے کیا کیا سامان مہیا رکھتا ہی تو اسکا جواب بس ایک آہ سرد سنیئے گا اسکے درد مند
عاجز مہتمم کا وہ مرثیہ جو اس نے اپنے مدرسۂ احمدیۂ آرہ کے پنجم سالانہ اجلاس مین مہربان حضار
کو سنایا تھا جو مذاکرۂ علمیۂ آرہ کے پانچوین سالانہ اجلاس کی رویداد مین چھپ رہا ہی عنقریب
شائع ہوگا مین حضرات علما و جملہ حضار جلسہ کو مدرسۂ احمدیۂ آرہ کے تعلیم یافتہ بچون کے ملاحظے
کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہون ہر شعبان مین اسکا سالانہ اجلاس ہوا کرتا ہی۔ وقت پر تعین
تاریخ وغیرہ کی اطلاع بذریعۂ اخبارات و اشتہارات خوب شائع کر دیجاتی ہی امید کہ بر طبق اطلاع
آپ حضرات براہ ہمدردی قومی ضرور جلسۂ مذاکرۂ علمیۂ آرہ کو اپنے قدوم سے عزت
بخشینگے۔ اندھیر کی بات ہی کہ علوم و فنون جو ہر قسم کے دینی و دنیاوی ترقی کے اسباب
ہین وہ تو در کنار ذرا ذرا مسئلون کے اختلافات پر فرقے الگ ہوتے جاتے ہین
جوتی پیزار شروع ہو جاتی ہی۔ مقدمات دائر ہوتے ہین۔ اور غیر ملت حکام کے آگے
فیصلے کے لیے پیش کیے جاتے ہین قرآن و حدیث و فقہ کی کتابین ہوتی ہین اور اجلاس
کے تلے اوپر اہانت کے ساتھ ڈال دی جاتی ہین اور پھر مقدمے کی پیروی کے لیے
گدائی ہوتی ہی اور اپنے مسلمان بھائیون کو ذلت اور شکست دینے کی تدبیرین سوچی
جاتی ہین اور مسلمانون کے ہزارون روپے خرچ کرنے کے بعد جس نے کامیابی حاصل
کی اسکو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہی جتنا کسی کا فر پر غلبہ حاصل کرنے سے ہوتی ہی۔
جب مسلمانون مین ایسی خانہ جنگیان شائع ہوگیین۔ اور دنیا نے انکی بے حمیتی
اور کاہلی اور آپس کی پھوٹ کو خوب جان لیا پھر تو اسلام کے مخالفون نے مسلمانونکی
ایسی ایسی عبادتون پر بھی حملے شروع کر دیے جو اتفاقی ہین دیکھیے حج

اور زیارت کے متعلق کیسی کیسی قیدین بڑھتی جاتی ہین اور اوسکے متعلق اخراجات کی کسقدر
افزایش ہوتی جاتی ہی کہ الامان الحفیظ تمام دنیا کی سلطنتون کی رعایا کم و بیش مسلمان
ہین انمین سے خدا جنکو توفیق دیتا ہی وہی بیت اللہ مین حج کے لیے اکٹھے ہوتے ہین
اس مقدمے مین کہا جاتا ہی کہ منی مین ازدحام ہوتا ہی لاکھون قربانیان چڑھتی ہین انکے
خون بہتے ہین - گوشت سڑتے ہین - عفونت پھیلتی ہی - لوگون مین عارضہ پھیلتا ہی -
وبا پھیل جاتی ہی لوگ مرنے لگتے ہین - اور وہان کا ضرر ڈاکٹرون کی تحقیقات کی رو سے
حاجیون کے ساتھ ملکون ملکون پھیلتا ہی اس لیے ساری سلطنتین اس بات کے درپے
ہین کہ ایسی ایسی قیدین حج و زیارت کرنیوالون کے لیے بڑھاؤ کہ خواہ مخواہ حاجیونکی
تعداد گھٹے جب مجمع کم ہو گا تو قربانیان بھی کم چڑھینگی پھر خون بھی کم بہینگے - ادر
گوشت بھی کم سڑینگے - عفونت بھی کم ہوگی - پھر صحت زیادہ رہیگی - عارضہ گھٹیگا -
موتین کم ہونگی اور ساری سلطنتین اس رداءت کے صدمون سے محفوظ رہینگی - جناب نواب
امیر حسن صاحب بہادر آنریری سکرٹری محمڈن ایسوسیشن کی چٹھی مرقومہ ۱۲ - مارچ ۱۸۹۵ء
میرے پاس بغرض استصواب رای اہل بہار کے پونہچی اسکے ساتھ ہی ایک چھپی ہوئی چٹھی جسکا
سرنامہ یہ ہی آئی از طرف چیف سکرٹری آنربل مسٹر کاٹن صاحب بہادر بنام سکرٹری
محمڈن ایسوسیشن جناب من مجکو ہزآنر جناب لفٹنٹ گورنر سے ہدایت ہوئی ہی کہ آپکی
انجمن کو یہ اطلاع دون کہ گورنمنٹ ہند مین امورات ذیل مشورے کے لیے درپیش ہین
اوس چٹھی مین حج کے متعلق کئی نئی قیدین براہ ہمدردی انسانی و راحت رسانی خلق
بڑھانے کے متعلق چند دفعات ہین اوسکی دفعہ (۳) کا ایک مضمون یہ ہی کہ شہر الجیریہ
واقع افریقہ کے مسلمان حجاج کو گورنمنٹ کے حکم سے آمد و رفت کا ٹکٹ پاس پورٹ

اور کافی روپیہ کل اخراجات کے موافق لے لینا ہوتا ہی نتیجہ یہ ہوا ہی کہ بحیریہ کے مسافر عمدہ درجے کے لوگ ہوتے ہین جسکے سبب سے شدت سفر کی برداشت کی کافی جسمانی قوت رکھتے ہین آرے کی کمیٹی نے ان دفعات سے ادب کے ساتھ اختلاف رای ظاہر کیا فقط اوسکی آخر دفعہ سے جسکا یہ مضمون تھا - کہ بار بار شکایتین سننے مین آتی ہین کہ مسلمان حاجی دلال سے دھوکا اوٹھاتے ہین - اور دلال اونسے دھوکا دیکے روپیہ لیتے ہین یہ رای ہوئی ہی کہ ایک قانون کلکتے مین مثل بکیٹ (۳) بمبئی ۱۸۹۷ء کہ دلال اس شہر مین منظر گورنمنٹ رہین بنایا جائے فقط اس سے اتفاق کیا گیا اور تمام جلسونکے مسلمانون کیطرف سے بھی مہربان گورنمنٹ کے حضور مین مؤدبانہ نارضامندی ظاہر کرنا ضرور معلوم ہوتا ہی اور دیکھیے چاہ زمزم کے بارے مین جو حضرت خاتم النبیین کے جد امجد حضرت ابراہیم کے وقت کا متبرک کنوان ہی اور جسکا پانی عین شفا ہی اسکی نسبت یہ بات کہی جاتی ہی کہ اوسکے بوسیدہ پانی کی ردائت سے مکہ معظمہ مین وبا پھیلتی ہی -

حضرات اور دیکھیے - اسلام کے حصن حصین پر فلسفہ جدیدہ کے کیسے کیسے سخت سے سخت حملے ہو رہے ہین جن سے بیخبر مسلمان بھی خصوصًا انگریزی دان و انگریزی خوان لوگ جسقدر پھسلے اور منہ کے بل گر چکے اور گرتے جاتے ہین اوس کی کوئی حد نہین - اور حضرات علما و مشایخین و امرا جنکی کوششون سے دین اسلام کو بہت کچھ تقویت کی امید ہی - انمین جھگڑے اور اپنے اپنے نفس کی فکر اور آسایش کا غلبہ - مزید بران انگریزی زبان اور علوم اور کتابون اور اخبارون سے بیخبری جنمین فلسفیانہ دلائل کے ساتھ اسلام پر سخت سے سخت نت نئے حملے ہوتے ہی جاتے ہین اور روز بروز نئے پیرایے مین ملحدین کے تصانیف رد اسلام مین شائع ہوتے ہی رہتے ہین اور اونکی چکنی چپڑی باتین

اسلام سے بیخبر لوگون کے دلون پر زہر ہلاہل کا کام کرتی جاتی ہین - ایسی پرخطر حالت مین اسلام کی حمیت یہی تھی کہ آپس کے جھگڑون کو ایک قلم موقوف کرکے فلسفۂ جدیدہ اور اعتراضات کو اچھی طرح سے معلوم کرتے اور اوسی پیرایے مین انکا جواب خوب مدلل اور مبرہن دیا جاتا اور فلسفۂ جدیدہ کے جو جو غلط اصول و قواعد ہین ان کی غلطیان دکھائی جاتین اور سچے اصول فلسفہ سے اسلام کے اصول حقہ کا مطابق ہونا ظاہر کردیا جاتا - جیساکہ ہمارے علماے سلف نے فلسفۂ قدیمہ کے ساتھ کیا کہ اوسکی غلطیون کو دنیا پر روشن کردیا اور اصول اسلامیہ کو فلسفے کے سچے اصول سے مطابق کر دکھایا - اسی طرح ہم بھی اوس مادے مین سیکڑون چھوٹے بڑے رسالے نکالتے چھاپتے شایع کرتے - حضرات! کیا آپ لوگون کے خیال مین اسلام سچے فلسفے کے خلاف ہی؟

حاشا و کلا - ہرگز ایسا نہین ہی - بلکہ اسلام کے تمام جزئیات سچے فلسفے کے بالکل مطابق ہین یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ اسلام تو حق ہو اور اوسکے جزئیات احکام عقل سلیم اور سچے فلسفے کے خلاف ہون - ہان - یہ ہوسکتا ہی کہ جو اسلام کے احکام نہین ہین وہ غلطی سے اسلام کے احکام سمجھ لیے گئے ہون وہ بیشک غلط ہوسکتے ہین مگر ہمکو اونکے غلط ہونے کی کچھ پروا نہین کرنا چاہیے کیونکہ وہ درحقیقت اسلام کے احکام ہی نہین ہین اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ فلسفۂ جدیدہ جو حق سمجھا گیا ہی وہ خود غلط ہو - فلسفۂ قدیمہ بھی اپنے وقت مین حق ہی سمجھا گیا تھا مگر فلسفۂ جدیدہ نے اونکے اکثر مسائل کو غلط ثابت کردیا اور جن شریعت کی باتون کی تہ کو فلسفۂ قدیمہ نہین پہونچ سکا تھا اس لیے اوسکو غلط کہدیا تھا فلسفۂ جدیدہ وہان تک پہونچتا جاتا ہی جسکی چند مثالین اوپر گذر چکی ہین - غرض اسوقت اسلام کا یہ فرض ہی کہ اہل اسلام ملحدین کے اعتراضات مین جہان جو غلطی یا مغالطہ

واقع ہوا اوسکو کھولکر اسلام کی حقیقت اپنے اگلونکی طرح دنیا پر پیش کردین اور خالق کی حجت اوسکی مخلوق پر تمام کرین - اور اللہ کے بول کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا کا سچ ہونا مخالفون پر بھی ثابت کردین اور اسلام کا حق ادا کرین - مگر یہ مقصود کسی ایک شخص سے حاصل نہین ہوسکتا یہ قومی کام ہی قوم او ٹھے تو ہو - کیونکہ جوجسکا کام ہی وہی اوسکو اچھی طرح انجام دیسکتا ہی - اس مشکل کام کی سرانجام وہی کے لیے ہر قسم کی قوتین مالی - جانی - اور دماغی - درکار ہین - اور بہتیرے آلات و اسباب و سامانکی ضرورت ہی چنانچہ اونکی ایک مختصر فہرست بطور نمونہ حسب ذیل ہی -

(۱) فلسفۂ جدیدہ کی کتابین جو شائع ہو چکین یا ہو رہی ہین اونکا پتا لگانا -

(۲) فلسفۂ جدیدہ کی کتابونکا مہیا کرنا -

(۳) ان کتابون کے ترجمے کے لیے زباندان مسلمانونکی ایک جماعت قائم کرنا -

(۴) فلسفۂ جدیدہ کے اصول کو جانچنے اور اونکی غلطیان کھولنے کے لیے علماے اہل اسلام کی ایک جماعت قائم کرنا

(۵) فلسفۂ جدیدہ کے غلط اصولونکی رد مین اگلے متکلمین کی طرح کتابین تصنیف کرنا -

(۶) ان نئے نئے تصنیفات کا چھپوانا اور شایع کرنا -

(۷) ان نئے نئے تصنیفات کا داخل درس کرنا اور اونکے درس دینے کے لیے لائق علمای اہل اسلام مقرر کرنا -

(۸) طلبہ کو مذہبی علوم کے ساتھ انگریزی زبان تعلیم کرنا -

(۹) جن زبانونمین فلسفۂ جدیدہ کی کتابین اور جس جس طریقے سے فلسفۂ جدیدہ کی اشاعت ملحدون نے کی ہی اون اون زبانون اور اون اون طریقونسے اونکا رد اور اسلام کی حقیت شائع کرنا -

(۱۰) اسکے لیے جلسے کرتے رہنا -

اس عظیم الشان کام کے لیے لاکھون روپے اور ہزارون اسلام کے جان نثار علما و فضلا و ارباب فن اور مختلف زبانونکے جاننے والے روشن خیال عالی دماغ حضرات کی سخت ضرورت ہی -

دیکھیے اگلے دن سے ڈریے - آپ لوگ خانہ جنگیوں مین منہمک ہین اونین زر پاشی کر رہے ہین - ادھر میدان خالی پاکراب ہم لوگون کے معبد و زیارتگاہ کی راہین روکی جارہی ہین آپس کی لڑائیان خدا کے لیے موقوف کیجیے مجموعی قوت ان نقصانون کے دفع کرنے مین صرف کیجیے - اسکا یہی وقت ہی ورنہ پیچھے کچھ نہو سکیگا -

سر بسجدہ ہی سمجھا کہ مری بات رہے	ملک الموت اڑے ہین کہ مین جان لیکے ٹلون

الغرض اسلام کی ضروری چیزون مین سے آپس کا اتحاد ایک وہ چیز ہی جسکے بغیر دینی اور دنیاوی برکات سے آپ کسی حصے کے مستحق نہین ہوسکتے اور نماز و روزہ اور طاعتین عبث ہوجاتی ہین - میری فہرست کا چوتھا نمبر یہ تھا کہ وہ کونسی چیز ہی جسے اگر ہر فرقے کے مسلمان اختیار کرلین تو سارا جھگڑا فیصل ہوجائے - اور پھر وہی ترقی وہی اقبال وہی عزت وہی محبت و اتفاق وہی علوم و فنون کی گرم بازاری لوٹ آئے -

حضرات! اس بابرکت طریقے کو خود بخود تجربہ کرکے حاصل کرنے کی کوشش کرنا یا مشورے سے اسکے لیے کوئی قاعدہ قانون گڑھنا یہی باعث ناکامی ہی - یہ سب کچھ نہین اسمین ہمین اونھین اپنے فن کے استادون سے سبق لینا چاہیے جو ترقی کے فن مین کمال کی داد منحالفون سے بھی لے چکے ہین اور اب تک دنیا اونکو داد دے رہی ہی - دیکھیے وہ کیا کرتے تھے وہ قرآن شریف کے قوانین پر پورے متمسک تھے ایک دوسرے کے لیے جان نثار تھے - معاف کرتے تھے صبر کرتے تھے وَاَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ یعنی اونکے کام مشورے اور کمیٹیون کے ذریعے سے انجام پاتے تھے - جو بلا اکراہ خدا کو ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ کہتا تھا اوسکو اپنا بھائی سمجھنے لگتے تھے - جس بات کو جو جسطرح پر حق سمجھتا تھا وہ اپنے فہم کے موافق برتتا تھا - اوسمین ایک دوسرے سے نزاع

وجدال نہین کرتے تھے سیکڑون نہین ہزارون جزئیات مسائل مین اختلاف رکھتے تھے مگر اونکے آپس مین تنازع و اختلاف نہ تھا اسی قسم کے بہت سے اختلافات صحابہ و تابعین مین تھے کہ کوئی نماز مین بسم اللہ پڑھتا تھا کوئی نہین پڑھتا تھا پھر کوئی اسی بسم اللہ کو جہر سے پڑھتا تھا کوئی آہستہ پڑھتا تھا کوئی نماز فجر مین قنوت پڑھتا تھا کوئی نہین پڑھتا تھا کوئی پچھنے اور نکسیر رقی کی وجہ سے وضو کرتا تھا کوئی نہین کرتا تھا آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے کوئی وضو کرتا تھا کوئی نہین کرتا تھا اونٹ کا گوشت کھانے سے کوئی وضو کرتا تھا کوئی نہین کرتا تھا اور با این ہمہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اونکے اصحاب اور امام شافعیؒ مالکی وغیرہ ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے حالانکہ وہ لوگ نماز مین بسم اللہ پڑھتے ہی نتھے نہ آہستہ سے نہ زور سے ہارون رشید نے پچھنے لگاکر نماز پڑھائی اور امام ابویوسف رح نے اونکے پیچھے نماز پڑھ لی اور دہرائی نہین امام احمد بن حنبل رح نکسیر اور پچھنے سے وضو واجب جانتے تھے اونسے کسینے پوچھا کہ اگر کسی امام کے کسیطرح پر خون نکلا اور اوس نے وضو نہ کیا تو کیا آپ اوسکے پیچھے نماز نہ پڑھینگے فرمایا بھلا امام مالک اور سعید بن مسیب کے پیچھے کیونکر نماز نہ پڑھونگا امام ابویوسف نے جمعے کے دن حمام سے نہاکر جمعے کی نماز پڑھائی اور نماز پڑھکر لوگ چلے گئے تب اونکو معلوم ہوا کہ حمام کے کوئین مین چوہا مرا ہوا پڑا تھا تو فرمایا کہ ہم اسوقت اپنے مدینے کے بھائیون کے قول پر عمل کرینگے کہ جب پانی دو قلہ ہو اوسمین نجاست اثر نہین کرتی (دیکھو حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۶۴) بدین اختلافات بھی اونکا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے کے پیچھے بے تکلف نماز پڑھتے تھے۔ ہر شخص ایک دوسرے کو اپنے سے اچھا خیال کرتا تھا اور اوسکی عظمت کرتا تھا۔ وہ لوگ کافرون کو مسلمان بناتے تھے۔ مسلمانونکو کافر ہرگز ہرگز

نہ بناتے تھے۔ خدا نے اونکو مسلمان بنایا تھا اوسکے شکریے مین وہ دوسرون کوبھی مسلمان بناتے تھے۔ وہ ایک سردار کے تابع تھے۔ اونکے کسی کام مین اولجھن نتھی۔ وہ خدا کے ہوگئے تھے خدا اونکا ہوگیا تھا۔

چون ازو گشتی ہمہ چیز از تو گشت	چون ازو گشتی ہمہ چیز از تو گشت

وہ خدا کے کسی حکم کو نہین ٹالتے تھے۔ خدائی اونکے حکم کو نہین ٹال سکتی تھی۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ	کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

وہ دوسرے کا ادب کرتے تھے دوسرے اونکا ادب کرتے تھے وہ دوسرونکی طرف سے سینہ صاف تھے۔ دوسرے اونکی طرف سے سینہ صاف تھے۔ وہ سب کے خیر خواہ تھے سب اونکے خیر خواہ تھے الا ماشاءاللہ۔ بس تو ہم اگر اپنے اگلے پیشواؤن کی ایسی ترقی واقبال وعزت و دولت و دین و دنیا چاہتے ہین تو ہمین فرض ہی کہ ہم اونھین کی چال چلین پھر یقیناً ترقی و اقبال و دولت وعزت دارین ہماری ہی۔ مین آپ لوگونکی بہت سمع خراشی کرچکا اب مختصر لفظون مین خلاصہ عرض کرکے گفتگو ختم کیا چاہتا ہون۔

اب ہمین کرنا یہ چاہیے کہ اللہ ورسول کے ساتھ اگلون کی طرح سچا تعلق پیدا کرنا جو اللہ ورسول کے ماننے والے ہون اونکو مسلمان سمجھنا اونکی عظمت کرنا۔ بزرگون کا ادب کرنا اونکو تعظیم کے الفاظ کے ساتھ یاد کرنا۔ بے ادب کی فہمایش وسرزنش کرنا۔ مسائل اختلافیہ مین دیانت سے جو کام جس طرح پر خدا کی مرضی کے موافق سمجھنا اوسی طرح پر بجالانا اور دوسرا جو اوسکے خلاف کو خدا ورسول کی مرضی کے موافق سمجھکر کرتا ہی اوس سے جنگ وجدال نہ کرنا اور کسی کو سمجھانا ہو تو تنہائی مین بملایمت ونرمی سمجھادینا اور ہٹ کی صورت مین بالکل قطع نظر کرنا اور ہرگز ہرگز اوس سے نہ اولجھنا

مگر جہان احقاق حق تقریراً خواہ تحریراً منظور رہو وہان فریق مقابل کے دل شکن الفاظ سے
بہت بچنا اور ناصحانہ طور سے کام لینا - امام غزالی رحمہ اللہ کیا خوب فرماتے ہین -
و با ہر کسی در مسائلہ کہ رو د حجت مگیر کہ آفات آن بسیارست و اثم آن از نفع آن بیشترست
زیراکہ منبع آنہمہ اینہماست چون ریا و حقد و حسد و کبر و عداوت و مباہات و غیر اینہا پس
اگر مسائلہ افتد میان تو و دیگرے و خواہی کہ انچہ حق باشد آشکارا گردد بدین نیت روا
است کہ دران مسائلہ بحثی رود و صدق این نیت را دو نشان ست باید کہ بدانی یکی آنکہ
فرق نکنی میان آنکہ حق بر زبان تو مکشوف گردد یا بر زبان خصم تو - دوم آنکہ بحث کردن
ور خلوت دوست داری نہ بر ملا و آیا اگر با کسی مسائلہ گوئی و دانی کہ حق بدست
تست و او ستیزہ کند زنہار کہ با او حجت نگیری و سختی فرو گذاری وگرنہ بوحشت
انجامد و فائدہ حاصل نشود - جبکہ اللہ تعالے نے ہمین کفار ونکے دیوتاؤنکے برا کہنے
سے بھی روکا ہی - فرماتا ہی کہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تو مسلمانونکو
اور اون مین بھی اکابر و ایمہ مسلمین کو برا کہنا اونکی شان مین بے ادبی کرنا کب
حلال ہو سکتا ہی - اس لیے بزرگون کے مراتب کا بہت زیادہ اہتمام کرنا ضرور
ہی کیونکہ یہی بے ادبی زیادہ تر موجب فساد ہی -

از خدا خواہیم توفیق ادب	بی ادب محروم ماند از فضل رب
بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
آدمی زادہ اگر بی ادب ست آدم نیست	فرق در جنس بنی آدم و حیوان ادب ست

اتحاد باہمی کی فرضیت کو پیش نظر رکھنا - ایک دوسرے پر مہربان رہنا
ایک دوسرے کے ساتھ اور پیچھے نماز پڑھنا - اور مسجدون کی روک ٹوک

اوٹھا دینا اور سب ملکر قومی کامون مین یک دل و یک زبان ہوکر مدد کرنا اختیار کرین۔

حضرات ! اکیلا چنا بھاڑ نہین پھوڑتا۔ ایک کا ہنسنا بھلا نہ رونا۔

یہ وقت امت محمدیہ پر ایک نازک وقت ہی۔

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حائل	کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

اب اونکے سنبھلنے کی یہی ایک صورت متعین ہی۔ کہ حضرات علما و مشایخین و امرا بیدار ہوجائین اور امت مرحومہ کے حال زار پر ترس کھائین اور یہ لوگ اور کچھ نکرین فقط اتنی ہی بات کرین کہ آپس مین متفق ہوجائین بس پھر کیا ہی عوام غریب تو انھین حضرات کے قابو مین ہین۔ عوام کا زور تو اوسی وقت تک چلتا ہی جبتک اونکو کسی مولوی یا مشایخ کا سہارا ہی حضرات علما مسجدون اور مدرسون مین اور حضرات مشایخین خانقاہون مین اور امرا جلسون مین اگر اصلاح و اتفاق پھیلانے کی کوشش کرین تو ناکامیابی ہو نہین سکتی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی خِیَارُ الْخَلْقِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ وَشِرَارُ الْخَلْقِ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ علما اگر اچھے ہین تو آسمان کے تلے اونکا ایسا کوئی اچھا نہین اور اگر علما برے ہین تو زمین و آسمان کے درمیانمین انکا جیسا کوئی برا نہین اللہ تعالے جملہ علما کو عموماً اور ندوۃ العلما کے حاضرین علما کو خصوصاً خیار العلما مین داخل کرے اور شرار العلما سے پناہ دے۔ علما و مشایخین اصلاح و اتفاق کے درپی ہون اور باتفاق باخود ہا امت مرحومہ کی ترقی علوم و فنون و اصلاح دین و دنیا کی راہین نکالین اور امرا اپنی دریا دلی سے کام لین۔ زرپاشی کرین۔ کسی چیز کی ترقی کے لیے پھر اور چاہیے ہی کیا۔ مسلمانون کے دنیا و دین مین کچھ ایسا اتحاد ہی کہ

ایک کی ترقی خود دوسرے کی ترقی کو مستلزم ہی۔ ہم مسلمانون کی زندگی جو تلخ ہو رہی ہی
اسکا سبب یہ ہی کہ ہم خدا کی یاد سے غافل ہو گئے پس ہمپر دنیا بھی تنگ کر دی گئی ہی
اللہ تعالے فرماتا ہی وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ
مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یعنی اللہ تعالے کسی قوم کی حالت نہین بدلتا
جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدلے۔ جو لوگ فی الواقع اللہ و رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت رکھتے ہین اللہ و رسول کے ماننے والون کی قدر
پہچانتے ہین اونپر مہربانی و شفقت کو وسیلۃ النجاۃ اور باعث خوشنودی خدا و
رسول خیال کرتے ہین اونھین اپنے اپنے دماغ کو اسس دھن سے خالی کر دینا چاہیے
کہ فِرَق اسلام مین سے کوئی تمام فرقہ اپنا معمول بہا طریقہ اوسی کی خاطر یا ڈر سے
چھوڑ دے اسکی ہرگز توقع نہ رکھنا چاہیے ورنہ امت مرحومہ کا حال روز بروز تباہ
ہوتا جائیگا اور اس مین کسی کو کبھی کامیابی نہوئی ہی نہ آیندہ ہونے کی امید ہی فرض کرلو
کہ کوئی اپنی قوم کا مقتدا ہی سہی اگر وہ اتفاق و اتحاد کی ضرورت کو مقدم خیال کرکے
اختلافی مسائلون مین دوسرے فریق کی موافقت اختیار کر بھی لے تو یہ نہوگا کہ اسکے کل اتباع
بھی اون اختلافی مسائلون کو چھوڑ دینگے اور دونون فریق ملکر ایک بنجائینگے
بلکہ یہ ہوگا کہ وہ بیچارے مقتدا صاحب ہی منہم مین شمار ہو کر چھوڑ دستے
جائینگے اور اونکا وہ فرقہ جیون کا تیون قائم رہیگا بلکہ ایک لائق مقتدا کے
نکل جانے سے اوسکی جماعت بے سر کا لشکر ہو جائیگی اور اوسکے خود سر اتباع
کا غیظ و غضب بھڑکیگا اور سویا ہوا فتنہ جاگ اوٹھیگا۔

تھوڑے دن کا تذکرہ ہی کہ صوبۂ بہار کے ایک مولوی صاحب کا تقدس اور اونکی

ولایت اور کشف و کرامات ایسے مشہور ہوئے کہ تمام لوگ اونکو اپنا پیشوا اور بڑا مستجاب الدعوات
سمجھنے لگے اور لوگ جوق جوق اونسے بعیت کرنے لگے اونپر کوئی مسائلہ عام مریدون کے خیال
کے خلاف منکشف ہوا اور اون ولی اللہ مولوی صاحب نے اوسکو ظاہر کر دیا پھر کیا تھا
دنیا ادھر سے اودھر ہوگئی۔ آپ یقین جانئین جنکے دلون مین اونکی وقعت باقی
بھی رہگئی تھی وہ بھی قوم کے ڈر سے اونسے الگ الگ رہنے لگے ایک متنفس بھی
اونکا موافق نرہا سب نے چھوڑ ہی نہین دیا بلکہ درپی آزار بھی ہوگئے اور کہنے لگے
کہ یہ شخص پہلے سے گمراہ تھا ہم لوگون کو پھنسانے کے لیے اوسنے اپنے تقدس کا جال
پھیلا یا تھا۔ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا آیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت
مین ایک شخص عبد اللہ بن سلام رض نام مشرف باسلام ہوئے یہ یہودیون مین
بڑے عالم تھے جب اونکی قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوئی اور اون لوگون کو حضرت عبد اللہ بن سلام کے اسلام قبول کر لینے
کی بالکل خبر نتھی تب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اون یہودیون سے عبد اللہ
بن سلام رض کا حال دریافت کیا کہ وہ کیسا شخص ہی۔ سب نے بالاتفاق کہا
کہ اونکی کیا بات ہی وہ بڑے عالم ہین بڑے عالم کے بیٹے ہین اور بڑے
شریف ہین اور بڑے شریف کے بیٹے ہین اور ایسے ہین ایسے ہین حضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے پوچھا۔ بھلا اگر وہ شخص اسلام قبول کرے تب تو تم لوگون کو
مسلمان ہو جانے مین کچھ عذر نہوگا۔ سب نے کہا توبہ وہ کیون مسلمان
ہونے لگے۔ حضرت نے فرمایا اگر ہو جائین۔ ان لوگون نے کہا ہان بیشک
تب ہم لوگ بھی مسلمان ہو جائین گے۔ عبد اللہ بن سلام رض وہین پرپڑدہ کے پیچھے

تھے۔ حضرت نے اونھین بلالیا اور اونھون نے توحید و رسالت کا برملا اقرار
کیا اللہ اکبر پھر تو اوسی وقت اوسی مجلس مین سارے یہود پھر گئے اور صاف
لفظون مین کہنے لگے یہ بڑا جاہل ہی اور اسکا باپ بھی ایسا ہی تھا اور ایسا برا
اور ایسا بد۔ غرض سب ایک ہی مجلس مین معتقد سے منحرف ہو گئے۔
یہی ہوتا ہی اور یہی ہوتا رہیگا۔ آخر دنیا مین کتنے فرقے ہین اور اون
مین کیسے کیسے قوت والے عقل والے اختیار والے حکمت و حکومت والے
گذرے ہین۔ مگر کہین کبھی یہ بھی ہوا کہ کسی نے کسی دو فرقون کو ایک کردیا
ہرگز نہین۔ ہان زمانہ البتہ قوت و ضعف مین تغیر ضرور لاحق کرتا رہتا ہی۔
یہ زمانے کی پرانی چال ہی۔ وہ اب بھی ہو رہا ہی۔
انھین مختلف فرقون مین پہلے کیا غیظ و غضب تھا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ مجالست
مواکلت مشاربت ناجائز جانتے تھے اور ایک یہ مبارک زمانہ ہی کہ اس جلسے
مین مسلمانون کے مختلف فرقون کے سیکڑون ہزارون اشخاص علما و
مشائخین و حکام و امرا خواص و عوام کس بشاشت سے لطف صحبت اوٹھا
رہے ہین کیا مخلے بالطبع ہین اور اون مین کتنے دل زیادہ ترشیر و شکر ہو جانے
کے آرزو مند ہین یہی زمانے کی خفیہ کارروائیان ہین۔ کہ ہرچند لڑائیان
درپیش معاملات کچہریون مین دائر ہین ضلع سے صدر تک ڈگری ڈسمس
کا سلسلہ جاری ہی مگر رعایا سے لیکر پادشاہ وقت تک کے خیالات پر
غور کرو تو ایک عظیم انقلاب واقع ہی۔ مین تو راے دیتا کہ فریقین
چندے اور اپنے مزاج پر چھوڑ دیے جائین جنگ کا انجام کار صلح تو ہی ہی۔

انچہ دانا کند کند نادان	لیک بعد از خرابی بسیار

اور اس انتظار مین واجب الرحم امت مرحومہ کا حال نہایت ہی ابتر اور اوسکا مرض لا علاج ہوجائیگا اور غیر ملت والون کے حملے اور اونکی علمی ترقیان اونکی جماعت کی کثرت اونکے علوم ورفنون اور آلات اورکلون کی گرم بازاریان اس قدر ترقی کرجائینگی کہ پھر اسوقت کی صلح قبرستان کے مردون کی صلح جیسی بیکار ہوجائیگی۔ کیونکہ امت مرحومہ اپنی ساری قوتون کو کھوتے کھوتے بالکل بے حلاوت اور مضمحل ہوجائیگی اور اوسکے دماغ اور حوصلے دبتے دبتے بالکل پست ہوکر بیکار ہوجائینگے۔ اور انسان اپنی چندروزہ زندگی مین جہانتک مسرت حاصل کرسکتا ہی اس سے صبر نہین کیا جاسکتا اور مومنون کے لیے دنیا مین اس سے زیادہ کوئی مسرت نہین ہوسکتی کہ اپنے دلون کو مطمئن دماغون کو باحوصلہ۔ قوتون کو غالب۔ تعداد کو زیادہ۔ کارخانون کو باوقعت۔ مدرسون اور مسجدون کو آباد۔ اپنے کو غنی آسودہ۔ ایک دوسرے کے خیرخواہ خوش دل پائین اور یہ سب نعمتین ہمین فقط آپس کے اتحاد و اتفاق سے ابھی حاصل ہوسکتی ہین — اس لیے صلح و اتفاق کی کوشش سے کسی وقت ہمین فارغ و مطمئن بیٹھنا نچاہیے

اَلصُّلْحُ خَيْرٌ ۔ وَفِىْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

تحریر مولانا مولوی محمد اعظم حسین صاحب صدیقی نقشبندی خیرآبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

امابعد

بعد استجازت حضرت صدر والاقدر و حضرات علمای کرام خاکسار سراپا عجز و تقصیر چند کلمات عرض کرتا ہی بسمع قبول مسموع فرمائے جائین اور نگاہ اُنْظُرْ اِلٰی مَاقَالَ سے ملاحظہ ہو کر بسبب کم درجت و بے حقیقت ہونے قائل کے بمصداق وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ ذروۂ اجابت و قبول سے ساقط نہ فرمائے جائین ۔

عرض اوّل سال گذشتہ کے مجالس سراپا خیر و سعادت مین تحریرات و تقریرات علمای اعلام سے باحسن وجوہ وابین طرق اس مجلس سراسر خیر و برکت اور اینہ وہ ہمہ تن فضل و نعمت کے وجوہ استحسان ثابت ہو چکے اور تمامتر علمای کرام و فضلای اعلام جمیع بلاد و دیار ہندوستان بلکہ اکناف و اطراف عالم و خاصۃً حضرات سادات عظام علمای ساکنین دیار کرامت بار حرمین محترمین زادہما اللہ تعالی شرفا و تعظیما کا اتفاق کل استحسان و استحباب جلسہ متبرکہ ہذا پر ہو چکا جسکی تصریح و تفصیل حصۂ اول و دوم روداد جلسۂ اول مین طبع و مشتہر ہو چکی اسواسطے اسوقت اس مجلس کے وجوہ استحسان کے

بیان کرنے کی نہ حاجت ہی نہ اُسپر عزیمت ممکن۔

عرض ثانی شکریہ توجہ فرمائی و تکلیف قدم رنجہ حضرات اکابر دین متین و علمای اعلام و رؤسای کرام حاضرین باتمکین مد اللہ تعالی ظلالہم کا ادا کرنا اور اُسکے بیان و اظہار مین اپنا وقت عرض و حضرات حاضرین کا وقت سماع صرف کرنا بھی بالکل غیر ضروری معلوم ہوتا ہی اس وجہ سے کہ چونکہ یہ جلسہ بغرض اصلاح اُمور دینیہ و استحکام ضروریات شرعیہ قرار پاچکا اسلیے اب مین جو حضرات تکلیف فرما کر بلاد بعیدہ و اماکن متعددہ سے بڑی مسافت طویلہ تشریف لائے اور حضرات رؤسای اعاظم نے جو جو امداد و اعانت مبذول فرمائی وہ سب حضرات خود اجزای نفیسہ اِس ہیأت کلیہ کے اور اعضای عزیزہ اس جسد معظم کے ہین ہر ایک مین خصوصیت خاصہ مستقلہ صاحب جلسہ و بانی مجلس و متولی مشورہ ہونے کی رکھتے ہین پھر شکریہ کسکا کون ادا کرے۔ جملہ حضرات اپنے حضرت منعم حقیقی جل شانہ و عم نوالہ کا شکریہ کاملہ ادا فرمالین کہ اس جلسہ دینی اور اس اصلاح ضروریات اسلامی مین شرکت کے مؤفق بنائے گئے

عرض ثالث اس مجلس سراپا خیر و سعادت کے مقاصد و اغراض بیان کرنا اسکی بھی کچھ حاجت باقی نہین۔ جلسہ اولی سال گذشتہ مین بالغ وجوہ بیان ہو چکے اور کثرت سے بیانات علمای کرام مین اونکا ذکر طرق متعددہ سے آچکا حصہ اول و دوم رویداد جلسہ اولی اسپر باحسن بیان شاہد ہی اوسکے اعادے مین پھر ایسے بیش بہا عزیز الوجود وقت کا صرف کرنا بیکار محض معلوم ہوتا ہی۔ البتہ اُن حضرات عالی درجات کی اطلاع کیواسطے جو جلسہ سال گذشتہ مین شریک نہین تھے یا جنکے ملاحظہ عالی و سمع گرامی تک مضامین مندرجہ حصہ اوّل و دوم رو داد جلسہ نہین گذرے بشرط ضرورت و اجازت حضرت صدر عالی قدر مضامین مندرجہ صفحات (۱۰ الغایت ۴۲) و صفحات (۰۰ لغایت ۴۷) رو داد

حصہ اوّل مطبوعۂ کانپور بعد فراغت از امور مشورہ طلب بیان ہوسکین گے۔

عرض رابع نہایت ادب وغایت التجا کے ساتھ خدمات حضرات علمای دین و رکوسای باعزت وتمکین وحاضرین مصلحین مین عرض کیا جاتا ہو کہ سب حضرات اتفاق فرماکر ضروریات طلب اصلاح کی درستی فرمائین ایک رای واحد بفضلہٖ تعالی مجموعۂ کل کی قرار پاجائے اسکی ضرورت نہ سمجھی جائے کہ ہر ایک صاحب موافق اپنے خیالات وتصورات ذہنیہ کے مختلف ائین ومتعدد تجاویز پیش فرمائین جنکے کثرت طرق وتعداد آرا کی وجہ سے ہیأت اجتماعی ممکن نہو سکے۔ جو ایک رای جس جس غرض ومقصد کے متعلق پیش ہو اُسی پر انظار صداقت شعار وافکار مصالحت وثار متعلق فرماکر جو نقائص متصور ومحتمل ہون اُنکا اندفاع اور جو مصالح ضروری ہون اونکا اندراج فرماکر بفضلہ تعالی رای واحد قرار دیدیجائے۔ جن حضرات کی رای اول ہو اُسمین جو کچھ ازدیاد یا انتقاص اور حضرات کی جانب سے پیش فرمایا جائے یا دوسرے تیسرے کسی صاحب کی تجویز پر کسی معتمد وبزرگ اہل مجلس کی جانب سے کوئی نقص بغرض اصلاح وارد کیا جائے تو یہ سب صاحب باہم کسی کے بیان اصلاحی کو اعتراض خیال نہ فرمائین اور اپنے تبدل رای سے کبیدہ خاطر نہون بلکہ اس تمام اصلاح کو ایسا خیال فرمائین جیسے صلوۃ باجماعت مین ہر ایک مقتدی اصلاح سہو وخطا وزلت امام کا مجاز ہی۔ اور کسی مقتدی کی حرکت اصلاحی تکبیر یا تسبیح وغیرہ سے کسی با وقعت نیک نیت امام کو تکدر نہین ہوتا ہی۔ اور چونکہ نفع وضرر ہر ایک امر محقق وطی شدہ ومنظور شدہ اس جلسے کا کافۂ اہل اسلام تک متعدی ہوسکتا ہی اسواسطے ہر ایک صنف ونوع جماعتہای دینیہ سے جو ارباب حل وعقد ہون وہ سب مجاز اپنی اصلاحی رای بعنوان احسن پیش کرنے کے ہین۔ اب بعد عرض ان مقدمات ضروری کے خاکسار سراپا انکسار مقاصد مشورہ طلب ومہمات جلسہ کو پیش کرتا ہی۔ اور قبل

عرض نہایت صداقت و التجا کے ساتھ اسقدر اور گزارش کرتا ہو کہ بضمن بیان اُمور اصلاح طلب اگر بعض ایسے مطالب گزارش ہون جنمین نقصانات کسی جماعت یا کسی نوع خاص و صنف معین کیطرف عائد ہوتے ہون تو ہرگز ہرگز یہ تصور نفرمایا جائے کہ کسی جماعت یا گروہ کا اظہار نقص منظور ہی اسکا تصور بھی قلب عاجز مین نہین ہی بلکہ ضرورت یہ پیش ہو کہ جب علاج امراض کا مقصود ہوا اور حضور طبیب و احد یا مجمع اطبای معالجین مین کوئی شخص تقریر مرض کرنا چاہیے تو جب تک خوب صاف و واضح طور پر اطبای معالجین کے حضور مین نقصانات موجودہ نہ بیان کرے حسب حسب عضو مین جو نقص پیدا ہو گیا ہو اوسکی تشریح نہ کرے استعلاج کا کوئی طریقہ متصور نہین ہی۔ آپ سب حضرات اطبای معالجین امراض ظاہریہ و باطنیہ عباد اسلامیہ کے ہین۔ اگر بیان امراض مرضای عامہ مین خاص ذات بعض اطبا کے بعض امراض بھی بیان ہو جائین تو باعث تکدر و ملال نہونا چاہیے۔

اغراض جلسہ مشورہ طلب

منجملہ کثیر منافع و بسیار فوائد اس جلسے کے یہ چند اُمور زیادہ اہم و مہم رکھے گئے ہین جنکو امہات مقاصد و آبای اغراض کہنا چاہیے۔

اول اصلاح حالات قوم کی اُن اختلافات و نزاعات باہمی مناقشات و مجادلات درمیانی کے دفع کرنے سے جن کے سبب سے انحاء و اقسام کی توہین و تحقیر شعائر دین متین و معظمات اُمور محترمۂ اسلامیہ مین پھیلی ہوئی ہی اور اس بلاے وبائی نے تمامتر ممالک و بلاد کا احاطہ کر لیا ہی۔ زیادہ تر سبب اسکا وہ نزاعین ہین جو علمای بلاد ہندوستان کے درمیان مسائل جزئیہ مختلف فیہا مین پیش آکر موجب جدال و قتال ہو رہی ہین۔ اگرچہ اقسام

منازعات باہمی بہت کثیر ہین مگر سب پر نظر کلی متعلق کرکے جزئیات بعید کا اندراج چند
کلیات متنازع فیہا معروضۂ ذیل مین کیا جاتا ہی اور قبل عرض اُن طرق کے جو بغرض دفع
مناقشات ومنازعات باہمی بیان کیے جائین گے التماس کیا جاتا ہی کہ اصل طریقہ دفع
مجادلات ومناقشات باہمی کا اسوقت ہماری تمام قوم وکافہ ملت اسلام کے ہاتھ مین
نہین ہی اسلیے کہ یہ دین متین جو تمام اقطار عالم مین بقوۃ تعالی بطفیل ہمت عالیجاہ حضور
نبوت ورسالت پناہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے جاری وشائع ہوا اسمین دو شانین
حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تھین۔ ایک شان ابلاغ وہدایت وتعلیم علوم وشعائر دین
کی دوسری شان زور وقوت واحتشام وصولت ونبی الملاحم ہونے کی۔ جب تک
بعد ختم زمانۂ اطہر نبوت سراپا خیر وسعادت کے یہ دونون شانین باقی رہین اور علمای ربانی
وعرفای حقانی بیان ونشر حقائق دین پر قائم رہے۔ اور خلفای با احتشام بصولت و
قوت ملحمہ وشوکت شاہی قیم ارکان دین ودافع اختلافات باہمی کے رہے نوبت ایسے
خودسرانہ وبہیمانہ واقعات کی جو دور از حال لاحق حال ہین نہین آئی۔ قلوب مختلفہ و
خواہشات متنوعہ کا بزور تمام ایک راہ راست پر چلانا اور اعوجاج لاحقہ کا بقوت
شوکت دفع کرنا یہ صرف بیان علما وفضلا سے نہین ہوسکتا جب تک کوئی قیم واحد بزور
صولت حکومت ایک راہ پر نہ چلائے اسواسطے مدافعت مناقشات وطی خصومات باہمی
فرق اہل اسلام مین پوری پوری کامیابی کی امید بحسب ظاہر ہرگز نہین ہی۔ مگر بمصداق
مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ بقدر قوت موجودہ وعظ وبیان واظہار نصح وخیر خواہی
کافۂ اہل اسلام کے جو مثل فرض وواجب کے ہی مقاصد ذیل عرض کیے جاتے ہین۔
علی العموم اہل اسلام ساکنین بلاد ہندوستان از منۂ سابقہ مین دو مذہبون پر منقسم تھے

اہل سنت و جماعت و اہل تشیع جنکو سنی شیعہ کہتے ہین اِن دونون گروہون مین اگرچہ
اختلافات اُمور مختلف فیہا کے قدیم ہین جدید نہین مگر طرز اختلاف علمای سابقین کا ازمنۂ
سابقہ مین اور تھا اور اب اِسوقت مین اور ہی جو بوجوہ مکروہ و مستہجن ہی۔ اِن دونون جماعتون
کے علاوہ نئین متعددہ سے ایک عظیم الشان تخالف باہم اہل سنت وجماعت کے پیدا
ہوگیا۔ اب دو فرقے بڑے بڑے گروہون کے ایک اہل تقلید دوسرے اہل حدیث
جو افواہ عوام مین مقلدین و غیر مقلدین بولے جاتے ہین پیدا ہوگئے۔ اِنھین کے شمول
مین دو گروہ اہل بدعت و اہل توہب بان زد عالم ہوگئے ہین اور جو جزئیات مسائل
فقہ مین اختلافات قدیم زمانے سے چلے آتے ہین یہان تک کہ وہی اختلافات مسائل
فروعیہ فقہیہ باہم اساتذہ و تلامذہ کے بھی تھے اور وہ سب باہم مثل شیر و شکر کے آمیختہ
و مخلوط تھے۔ ایک دوسرے کو اپنا محب خالص و دوست صادق سمجھتے تھے بظاہر
اُنھین اختلافات کی بنا پر ہمارے نفوس جدال پسند نے ایسے دو گروہ معاندین
و مخالفین بنا دیے کہ جنہین نوبت ترک مناکحت و مواکلت تک کی آگئی ہی چہ جائیکہ مجالست
و مصاحبت۔ چونکہ یہ فتنۂ جدیدہ نہایت درجہ مکلف و رخنہ انداز بنای اِسلام ہو رہا ہی
اور ادنا ادنا امور پر نوبت دعاوی اور استغاثے کی حکام وقت تک آکر بعید توہین امور
دین تک نوبت پہونچتی ہی۔ استہزاے اقوام غیر جو اکابر ملت اِسلامیہ پر ہوتا ہی اُسکا کیا ذکر ہی
اِسواسطے پہلے اِسکی صلاح کے متعلق تجاویز بقدر فہم عاجز پیش کیے جاتے ہین اِسکے بعد
درباب اندفاع مجادلات معمولۂ حال باہمی اہل سنت و جماعت و اہل تشیع کے بقدر امکان
تجویز مناسب عرض کی جائے گی۔ بالتفصیل زیادہ منازعات آمین بالجہر۔ رفع یدین
رکعات تراویح وغیرہ مسائل فروعی مختلف فیہا باہم مقلدین و غیر مقلدین اور مجالس

میلاد شریف و فواتح بزرگان دین وطرق ایصال ثواب مالی والطعام اطعمہ واشربہ وغیرہ
اُمور مختلف فیہا باہم اہل بدعت واہل توہب کے پیش ہین یہ مسائل جزئیہ فقہیہ مختلف فیہا
بظاہر سبب تخالف باہمی ہو رہے ہین مگر حقیقت مین سبب عداوت باہمی وتباغض قلبی
یہ جزئیات نہین ہین بلکہ وہ اور امور قلبیہ ہین کہ اکثر اونمین متعلق عقائد سے ہین اور بعض
متعلق تکلمات لسانی سے جنکی جراحت نے قلوب کو باہم مجروح ومخدوش کر دیا ہی
جب تک اونکی صلاح نہو اِن جزئیات فرعیہ کی اصلاح کچھ مفید نہین۔ اُن اصول تباغض
باہمی کو یکی از ہزار واندکے از بسیار انشاء اللہ تعالی شمار کر کے طرق صلاح بھی عرض کیے
جاتے ہین۔ ان جزئیات مختلف فیہا کی اصلاح چندان دشوار نہین ادنا توجہ علمای کرام
طرفین سے بآسانی صلاح ممکن ہی۔ مثلاً آمین بالجہر رفع الیدین فی الصلوۃ اسکی نسبت سب
حضرات منصف مزاج علمای دین بخوبی لیقین فرماسکتے ہین کہ یہ مسائل مختلف فیہا کوئی
مسائل اصول دین متین ومبنای عقائد شریعت مُطہرہ نہین ہین اگر اُنکے عاملین انکو مثلاً
ترک کرین توکوئی ہدم بنیان شریعت مطہرہ لازم نہین آتا۔ اگر منکرین اپنے انکار سے باز
آکر تخالف وتباغض اُنکے ساتھ چھوڑ دین تو انکے اصل اصول عقائد مین کوئی تنقیص پیدا
نہین ہوتی۔ آمین بالجہر ورفع الیدین فی الصلوۃ یہ قدیم مختلف فیہ مسائل باہم کبرای ملت
اسلامیہ یعنی متبعین علمای احناف علیہم الرضوان ومتبعین علمای شوافع علیہم الرضوان ہین
یونہین چلے آتے ہین۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے اور اقتدا کرتے ہین صرف
اسی آمین بالجہر ورفع یدین کی بنا پر جب تک اور کوئی اُمور خارجیہ درمیان مین ناقض
صلوۃ پیش نہ آئین انکار نہین کرتے پھر اب صرف اسقدر خفیف وجہ کیون اسقدر
شدید ترین وجوہ عداوت کی ہوگئی ہی۔ علمای طرفین کو لازم ہی کہ اپنے پیرو کار جمہور عوام

خواص کو نہایت کوشش و قدغن کے ساتھ زور ڈالکر فہمایش کرین حضرات علماے
اہل حدیث باعلاے صوت و احسن وجوہ جلوت و خلوت مین بیان کرین اور اپنے
عوام و خواص متعلقین کو سمجھائین کہ منتہا سے منتہا آمین بالجہر کا یہ ہی کہ ایسے طور پر مقتدی
آمین کہے کہ اُسکے مقتدیان یمین و یسار سُن لین جملہ مقتدیان کی آواز ملکر ایسی تشکل
پیدا ہو جائے جیسے بھنبھناہٹ کسی چیز کی ہوتی ہی نہ کہ ہر ایک مقتدی اپنے خاص اظہار
غیر مقلدی کیواسطے اور خاص دلشکنی دیگر حاضرین منکرین جہر کے لیے اِس زور سے
آمین کہے کہ امام کی قراءت مین بھی دفعتہ تفرقہ پیدا ہوا ور جو شخص مؤدب خاشع فی الصلوۃ ہیں
وہ مضطر ہو جائے۔ امام کی آواز قراءت کا کیا ذکر چند چند مرتبہ زیادہ اُس سے جیساکہ
بعض بلاد مین اکثرون کی آمین بالجہر دیکھی جاتی ہی کہ بہت ہی زور سے آمین کہتے ہین
مقتدی کا عین خشوع و خضوع صلوۃ مین یہ فعل کسدرجے کو پہنچے گا۔ کیا اس زور سے آمین
کہنا مقتدی کا جسکا حق سکوت و صموت و استماع کا نماز مین منحصر ہی علماے صادقین
اہل حدیث کے نزدیک موجب ناراضی و ناپسندی کا نہو گا۔ ضرور ہو گا۔ بخوبی
سب کو سمجھادین کہ صاحبو مقتدی کا بعد سماعت لفظ شریف وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے
آمین کہنا مسنون ہی اگر اُن اشخاص مین سے جنکے نزدیک آمین مین جہر معتبر رکھا گیا ہی
کوئی شخص آمین محض آہستہ خفیہ طور پر کہے گا تو کوئی ادنا درجے کا نقصان بھی اِس معتقد
جہر کے نزدیک نماز مین لازم نہ آئے گا بلکہ اگر اتفاق محض سے کوئی مقتدی اصل لفظ آمین
کہنے کو بھول جائے یا کسیطرح اوسکو اتفاق کہنے کا سرے سے نہو جب بھی کوئی نقصان
نماز مین منجملہ معتبر نقصانات کے جنکے جبر کے واسطے طرق سجدۂ سہو و غیرہ معین ہین
ہرگز پیش نہ آئے گا۔ پھر یہ عداوت قاطبہ نفس آمین بالجہر مین کسواسطے کی جاتی ہی۔

البتہ اگر کوئی مقتدی حد سے زیادہ لفظ آمین کہنے مین چیخے چلائے گا تو ضرور یہ تجاوز از حد موجب نقصان ہو سکے گا اور ضرور منافی خشوع و خضوع و عجز و نیاز اور ذل و افتقار و مناجات عبد کے جو حالت صلوۃ مین بحضور حضرت مولای کریم و سمیع و بصیر و قریب و مجیب جل شانہ کے ہی ہوگا۔ اور اگر یہ جہر بلند صرف اپنے اظہار و اعلام عدم تقلید و کسر قلوب دیگر اہل اسلام کے واسطے ہوگا جسکا عالم عالم السر و النجوی حضرت احدیت جل شانہ ہی تو پھر کہانتک مرتبہ گناہ پیدا کرے گا۔ خود حضرات منصف مزاج غور فرما سکتے ہین یہی حال رفع یدین کا سمجھا دیا جائے کہ حضرات متبتین کبرای علمای شافعیہ علیہم الرضوان کے نزدیک مرتبہ رفع یدین کا مرتبہ مستحب تک پہونچتا ہی جیسا کہ امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح مسلم شریف مین اسکی تصریح کی ہی پھر اگر ایک مستحب مثلا کسی وقت نہوا تو نفس اصل نماز اس سے فاسد نہین ہوتی صدہا مدارج مسنونہ محترمہ بلکہ واجب ضروریہ مثل تعدیل ارکان قومہ و جلسہ وغیرہ کے اکثرون سے فوت ہوتے ہین اسپر اسقدر التفات نہین ہوتا ہی جسقدر رفع یدین کے اوپر ضد او ہٹ کیجاتی ہی اور یہ رفع یدین ذریعہ جدال باہمی اخوان اہل اسلام مین قرار دیا گیا ہی۔

اسیطرح علمای اہل تقلید کے خدمات مین عرض ہی کہ آپ سب حضرات اپنے متبعین و مقلدین کو بخوبی سمجھا دین اور فہمایش کر دین کہ اگر تمھاری جماعت تمھاری مسجد مین چند لوگ شریک جماعت ہو کر بموجب اپنے اعتقاد کے آمین بالجہر کہین تو تمہاری نماز مین ہرگز کوئی نقصان نہ آئے گا۔ اونکی آواز جہری جو حد اعتدال سے تجاوز نکرے جسمین تمسخر و استہزا کی حالت نہو کچھ منافی تمھاری نماز کی نہوگی بلکہ اگر تم خود حنفی مذہب ہو کر کسی وقت بجائے آمین معمولی سر و خفا کے اسقدر آوازسے آمین کہو جو تمھارے یمین یسار کے

مقتدی سُن سکین تو تمھاری نماز مین تمھارے ایسے جہر خفیف سے بھی کوئی نقصان پیش
نہ آئے گا۔ پھر دوسرون کے جہر سے تمھاری نماز کیون ٹوٹ جائیگی اور جب نقصان نماز
مین نہین ہی تو پھر ضرورت ایسے جدال و قتال کی کیا ہی کہ ہماری مسجد حنفی مسجد ہی آمین کوئی
خفیف سی آواز بھی آمین کی ہرگز نہ نکالنے پائے۔ اگر کوئی مقتدی اتفاق سے غیر مقلد
آجائے اور آمین بالجہر بقدر مناسب و حد اعتدال کے کہے جب بھی اُسکو مار کر نکال دو۔
اسیطرح اگر بعض مقتدی کسی جماعت مین بموجب اپنے عقائد کے رفع یدین کرین تو
تمھارا کیا حرج ہی تمھاری نماز کی اصلاح یا افساد اونکے رفع یدین سے کچھ متعلق نہین ہی
رہا یہ امر عظیم الشان کہ ایک فریق کی اقتدا دوسرے فریق کے پیچھے باوصف مخالفت
ان جزئیات کے کچھ مضر صلوۃ ہی یا نہین اسکی نسبت خاکسار بعونہ تعالی آخر مین ایک
قول شافی عرض کریگا جو انشاء اللہ مسکّن قلوب ہوجائے گا۔ اگر وہ طریقۂ انیقہ گروہہائے
مختلفۂ ممالک ہندوستان اختیار کرین جو باہم معتقدین مذاہب مختلفۂ دیار کرامت
بار حرمین محترمین زادہما اللہ تعالی شرفاً و تعظیماً نے اختیار کیا ہی تو یہ روزانہ کی جدال و
قتال و معاندت باہمی و مقدمہ بازی و تذلیل طرفین بالکلیہ دفع ہوجائے۔ باہم جملہ
مذاہب مختلفۂ سادات حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ علیہم الرضوان کے باوصف تخالف
کثیر در کثیر جزئیات فقہیہ و مسائل فروعیہ کے اُن دیار محترم مین جو اتفاق باہمی و صداقت
خالصۂ اخوت دینی ہی اُسکی بڑی وجہ یہ ہی کہ چارون طرق متبرکہ معتمدۂ ارکان اربعۂ ملت
اسلامیہ و شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الف الصلوۃ والسلام والتحیہ باہم مسلم الثبوت
قرار پا چکے ہین۔ اصول ضروری دین متین مین مثلاً عقائد توحید پاک و مراتب رسالت
جامعۂ کاملۂ تامۂ حضور حضرت صاحب لولاک علیہ افضل الصلوۃ والسّلام و دیگر اصول

مسلۂ دین مین سب کا اتفاق ہی اور تمامتر مخلوق اہل اسلام اُس دیار شرافت شعار کی سب ایمۂ کرام علیہم الرضوان کو صادقین و مخلصین دین اور نفسانیت و ہوای تفرقہ پسند سے مبرا یقین کرکے علمای ربانی و ایمۂ دین حقانی یقین کرتی ہی - گروہ عالیشان سنت و جماعت کا دار و مدار و انحصار انکھین چارون مذاہب معتبرۂ پسندیدہ مین مسلم مانتے ہین - جب یہ بات مسلم ہو چکی ہی تو پھر اختلافات جزئیات مسائل فرعیہ کے کوئی تناقص و تباغض نہین پیدا کر سکتے -

اب ہمارے بلاد کا حال ملاحظہ فرمائیے اور جو اُمور علت تامہ عداوت باہمی کے ہین اونپر توجہ مصروف ہو - اول یہ کہ وہ حضرات جو مخالف تقلید کے ہین اونکے اکثر اتباع عوام و بعض خواص کے اذہان مین مرتسم ہو گیا ہی کہ جملہ اہل تقلید العیاذ باللہ مشرکین ہین - اکثر اردو رسائل ایسے مضمون کے شائع ہوئے اور ہوتے ہین کثرت سے وعظ عوام کالانعام کے سامنے بیان ہوئے اور ہوتے ہین اور خلوت و جلوت مین اسی قسم کے مضامین بیان کیے جاتے ہین - لفظ تقلید اور لفظ شرک اسوقت مترادف المعنی قرار دیا گیا ہی - کتب معتبرۂ فقہ کی کہ ان دیار مین صرف کتب اصول فقہ و کتب فقہ علمای احناف علیہم الرضوان کے شائع و متداول ہین اور انشاء اللہ تعالے ہمیشہ رہینگے بے وقعتی اور نامعتبری حد سے زیادہ بیان کی گئی ہی بلکہ ایسے کریہ و ناگفتہ بہ الفاظ ان معتمدات دین متین کی نسبت تمام افواہ و قلوب و رسائل مین بیان و مرتسم و مرقوم کیے گئے ہین جنکے ذکر کی طاقت نہین اور نہ بسبب کثرت اشتہار کے اُسکی حاجت ہی پھر کیونکر باہم عناد کلی و عداوت قطعی کی نوبت نہ پہونچے - دوم کثرت بے ادبی سے زبانین ایسی بے ادب و بیباک و گستاخ ہو گئی ہین شان حضرات

ایمہ کرام مجتہدین علیہم الرضوان مین عامۃً اور خاصۃً دشکنی کے قصد سے بنسبت حضرت معلانا امام المسلمین امام اعظم علیہ الرحمہ کے ایسے کلمات رسالون مین لکھے گئے اور چھاپے گئے اور خلوات وجلوات مین بیان کیے گئے ہین جنسے مادہ عداوت باہمی کا مستحکم ہوگیا کوئی مخلوق اپنے کسی مقتدا و استاد کی نسبت کوئی کلمہ تحقیر و سب و توہین کا بقدر امکان سننا پسند نہین کرتا نہ کہ ایسے محترم ترین و معظم ترین کافہ اہل اسلام کی شان مین اگر مدافعت کی طاقت نہین ہوتی ہی تو عداوت قلبی متکلم کے ساتھ ضرور پیدا ہو جاتی ہی یہ وجہ عداوت کی ہو رہی ہی۔ سوم ان سب سے زیادہ بڑھکر مکروہ وہ کلمات و مضامین ہین جو رسائل متعددہ مین نسبت شان عالیشان بارگاہ عالیجاہ حضور نبوت و رسالت پناہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم و شرف و کرم کے لکھے اور چھاپے گئے ہین جنکے سننے کو زمین بھی برداشت نہین کرسکتی۔ آسمان مین لرزہ پیدا ہوتا ہی اور اونکی نقل پر کماحقہ طاقت نہین ہی۔ اکثر علمای کرام کی نظرون سے ایسے رسائل گذرے ہونگے اور بشرط ضرورت ملاحظے مین بھی پیش کیے جا سکتے ہین۔ بعض خفیف تر اُن کلمات و مضامین کے یہ ہین۔ گفتگو درباب وجود تعدد خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم۔ انکار شدید درباب اثبات شفاعت کبری العیاذ باللہ۔ گفتگوی طویل درباب اثبات کراہت قصد زیارت قبر معطر و روضۂ مطہرۂ حضور سردار دین و دنیا صلے اللہ علیہ وسلم بعض کتابون مین بطور تمثیل ایسے سخت الفاظ بے ادبی کے منقول کیے گئے ہین کہ اگر حکومت شریعت مطہرہ قائم ہوتی تو قائلین اوسکے باتفاق جمہور علمای کرام مستوجب قتل و عدم قبول توبہ کے ہو سکتے تھے۔ جیساکہ شفای حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ مین اتفاق جمہور علمای اسلام کا اسپر منقول ہی کہ ادنا درجے کا اہانت یا استخفاف یا توہین شان پاک حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی

اگرچہ کنایۃً یا اشارۃً ہو موجب قتل مرتکب کی ہی اور توبہ اُسکی قبول نہین ہوسکتی۔
خاکسار کی یہ غرض نہین ہو کہ عمائد و ثقات علما کا العیاذ باللہ یہ عقیدہ ہی مگر چونکہ بعض رسائل
مین ایسے مضامین شائع ہوئے عوام کالانعام جنکے مزاج مین بے ادبی بس چکی تھی بے محابا
متکلم ایسے کلمات کے ہونے لگے ہین۔ جب تک اِن بے ادبانہ مضامین کی پوری پوری تردید
علمای طرفین کی جانب سے نہ ہوگی اور خوب زور و شور سے تحریر و تقریر مین نہ بیان
کیا جائیگا کہ یہ عقائد و مضامین موجب ضلال و زندقہ اور مردود دارین ہونے کے ہین
اوسوقت تک قلوب مین صفوت و اتحاد پیدا ہونے کا کوئی طریقہ نہین۔ چہارم جب
تمام ممالک ہندوستان مین بلکہ تمام بلاد و اقالیم عالم مین جہان سنجیدہ و مہذب اور خاشع
و خاضع مسلمان آباد ہین سب لوگ معتقد طرق بزرگان دین و علوم تصوف و علوم باطن کے
ہین تو طرق ارباب طریقت و سلوک راہ معرفت کا بالکلیہ انکار کرنا بلکہ جو شخص اکتساب
طریقت مطہرہ و علم سلوک مین مصروف ہوا اوسکو مبتدع و مشرک قرار دینا اور کتب علوم
حقائق و سلوک و معرفت کو جنکا کلیۃً نام کتب تصوف بولا جاتا ہی مجموعۂ مضامین ضلال و
شرک بتانا بہت بڑا سبب عداوت کا ہی ایسی حالت مین جب تک کوئی شخص اوراب
حضرات ارباب طریقت اور حالات سالکان راہ حقیقت علیہم الرحمۃ سے مقتبس انوار باطن
نہو کبھی خشوع و خضوع دینی اور حلاوت اسلام حقیقی و مراتب شرح صدر سے فیضیاب ہو نہین سکتا
نہ اوسکا نفس امّارہ کلبیہ و بہیمیہ و شیطانیہ سے پاک ہو کر محامد صفات حسنۂ ملکیۂ زہد و
تقوی و محبت خالصہ و مقامات رضا و تسلیم پر فائز ہوسکتا ہی۔ جسطرح علوم طبیہ اگر مفقود
ہو جائین تو کوئی شخص نہ تو امراض باطنیہ جسدی سے خبردار ہوسکتا ہی اور نہ اُسکا علاج
جان سکتا ہی اسیطرح اگر کسی قوم سے بالکلیہ علوم طریقت و سلوک راہ دین مفقود ہو جائین

تو وہ لوگ بھی نہین سمجھ سکین گے کہ ہمارے قلوب و نفوس مین کسقدر امراض مہلکہ از قسم بہیمیہ و سبعیہ وغیرہ ہین اور اُنکا علاج کیا ہی۔ انھین مقامات سلوک طریقت پر سب حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان فائز تھے غایۃ مافی الباب ایسی تدوین و ترتیب طرق و قواعد کی نہین تھی جو بجہد ہمت کبرای طریقت و ایمۂ کرام اولیای اُمت علیہم الرضوان کے ہوئی بجنسہ ترتیب کبرای طریقت کا حال مثل ترتیب اصول دین و قواعد فقہ ایمۂ مجتہدین علیہم الرضوان کے ہی جب کلیۃً اس سے انکار کیا جائے تو پھر کیونکر باہم دونون فریق کے عداوت قطعیہ پیدا نہو اگر یہ کہا جائے کہ بعض ہوا پرستان دشمن دین و مجاوران دنیا دوست نے پاکیزہ اطوار کبرای طریقت کے ساتھ اقسام بدعات شنیعہ و منکرات سیئہ و اُمور نامشروعہ کا خلط کرکے اصل راہ طریقت و سلوک پاکیزہ کو ناقص کر دیا ہی پھر اگر اُمور باطن و اُمور طریقت کا انکار نہ کیا جائے اور اوسکو بدعت و ضلال نکہا جائے تو کیا چارہ ہی۔ اسکی نسبت گزارش ہی کہ بعض ہوا پرستان دنیا دوست کے خلط سے بجای اصل اصول علوم طریقت و جملہ علوم باطن و احوال کبرای طریقت کی نسبت جو گستاخی و بے ادبی کیجاتی ہی اور بطور کلیہ انتساب خاندان ارباب طریقت کو جو معتبر و منتسب بجانب حضرات اعاظم طریقت و حقیقت کے ہی بدعت محض و شرک محض کہا جاتا ہی اور اُن حضرات کی شانون مین ایسے سخیف و کریہ و ناگفتہ بہ کلمات کہے اور سنے اور لکھے جاتے ہین جن سے مادہ عداوت باہمی کا مستحکم ہو گیا ہی یہ کیون اختیار کیا گیا ہی۔ ہان جو باتین خلاف شریعت مطہر کے کسی نے شامل کر دی ہین یا جو بدعات جدیدہ اختراع کیے گئے ہین جنکا بسبیل اختصار خاکسار انشاء اللہ تعالی آخر مین ذکر کرکے تردید اونکی کرے گا اُنھین اُمور مبتدعہ و نامشروعہ پر رد و قدح کیجائے نفس ارکان طریقت مطہر

وعلوم سلوک وعلوم باطنیہ کا رد اور بخدمات اکابر عظام کلم تشتم وسب کیون کیا جاتا ہی۔
میری زبان کی کیا طاقت کہ اونکے محامد بیان کرے نہ ایسے اکابر دین کے مجمع مین انکی
کچھ حاجت نہ وقت اُسکا مساعد حضرات علمای محققین جو ماہرین کتب سلوک وتصوف
وواقفین احوال سیر اولیای کرام سے ہین بخوبی یقین کرسکتے ہین کہ اصل اصول ولب
لباب واصلح ونفس طریقہ دین متین مین وہی ہی جو حضرات صوفیہ صافیہ وکبرای طریقت علیہم
الرحمۃ کو عنایت فرمایا گیا ہی اور شریعت مطہر کے اصل خادم اور سنت مطہر کے اصل مطیع
بلکہ جان نثار وجانباز طریقہ سنت مطہرہ پر وہی کبرای طریقت ہین جو اصل مسائل اتباع سنت
مطہر کے ہین بتمین مجاہدہ نفوس پر کرنا ہوتا ہی جنسے نفع وضرر دینی متصور ہی اونکے
عامل ومطیع وہی حضرات کرام ہین اور حقیقت مین عامل بالاحادیث اور مطیع صادق
حضور سردار دین ودنیا صاحب شریعت غرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہی حضرات ہین اگر کبھی ایک تمام
عمر مین بمقتضای بشریت کوئی سنت مطہرہ کسی صاحب سے قضا ہوگئی ہی تو اوسکی تلافی وتدارک
مین سالہا سال تک اپنے نفس کو مبتلای شدائد رکھا ہی۔ اگر کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو
اقوال وسادات ومجاہدات حضرات سادات کرام مولانا قطب الاقطاب غوث الشیخ والشاب
سیدی ومولائی مولانا ابی محمد محی الدین عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وحضرت خواجہ
خواجگان مولانا خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رضی اللہ عنہ وحضرت مولانا خواجہ معین الحق والدین
چشتی سجزی رضی اللہ تعالی عنہ وحضرت مولانا خواجہ شیخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ عنہ کو اور مجاہدات ریاضات
وعبادات خلفای کرام حضرات سابق الذکر عالی مقام کو ملاحظہ کرے نائبان صادقین حضور
حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی حضرات ہین۔ پھر جب ان حضرات کے
طرق ونیز ان حضرات کی نسبت بے تحاشا ایسے کلمات کہے جائین جو قابل بیان نہین تو

کیونکہ عداوت قاطبہ قلوب میں مرتسم نہو۔ ملخص یہ کہ یہ وجوہ اصول عداوت باہمی ہوے ہیں جب تک یہ اُمور قلوب میں مرتسم ہیں نہ اقتدا ایک کی دوسرے کے پیچھے ہو سکتی ہی نہ صفائی کی کوئی راہ ہی۔ دفع ہونا اِن اختلافات کا نہایت دشوار ہی۔ اگر کچھ راہ ہی تو یہ ہی کہ سب حضرات علماے اعلام ہندوستان ہر صنف کے مقتدایان دین متفق ہو کر بعض رسائل مختصرہ ایسے چھاپ کے مشتہر فرمائیں جنمیں اِس قسم کے ہدایات و اعلان ہون کہ باہم علمای ہر فریق کے مصالحت ہو گئی ہی اب کوئی شخص کسیکی مخالفت مین نزاع و جنگ نہ کرے اور کسی امر دینی کی بجا آوری مین خواہ مخواہ بدنیتی سے کسی دوسرے فریق کا دل نہ دُکھائے نہ ایسی بات آپسمین کرے جس سے نزاع و خانہ جنگی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور ائمہ مجتہدین و طرق ائمہ مجتہدین علیہم الرضوان و اولیای کاملین و بزرگان دین کے خدمات مین کوئی شخص تکلم بلکہ تخیل بھی گستاخی و بےادبی کا نہ کرے ورنہ وہ شخص خارج جماعات اہل اسلام سے قرار دیا جائیگا جو طریقہ سلف صالحین علیہم الرضوان کا تھا وہ بسبیل اختصار درج کر دیا جائے جسمین نہ بےادبی و گستاخی ہو نہ بدعتہای سیئہ نامشروعہ کا کچھ تعلق ہو۔ اسی کا وعظ بھی مواقع عامہ و مجالس متعددہ مین بیان کیا جائے۔ اور حضرات اکابر علما خود پابندی فرمائین کہ پھر کسی مسئلہ مختلف فیہا مین تحریر و تقریر نہ فرمائین اور اپنے تلامذہ کو ہمیشہ روکین انشاءاللہ القدیر چند مدت مین صورت جمعیت و اتحاد باہمی بعنوان احسن تمام ہندوستان مین پیدا ہو کر سب جدال و قتال رفع ہو جائینگے فقط واللہ الموفق والمستعان وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد خاتم النبیین و علی آلہ و صحابہ اجمعین۔ خاکسار کو وقت حاضری اِس مجلس عالی کا میسر نہوا۔ اگرچہ معروضات عاجز اِس مجلس عالی مین پیش ہو جائین تو یہ افتخار ہی بس ہی۔

مضمون شمس العلما جناب مولوی شبلی صاحب نعمانی

الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسولہ وآلہ واصحابہ

جناب صدر انجمن و دیگر بزرگان قوم

آج اسوقت مجکو جس مضمون پر تقریر کرنے کی اجازت دی گئی ہی وہ یہ ہی کہ زمانۂ موجودہ کے لحاظ سے ہمارے علما کے فرائض کیا ہین؟ یعنی زمانۂ موجودہ کی ضرورتون کے لحاظ سے علما پر کیا ذمہ داریان ہین؟ ملک اور جماعت اسلامی کا اونپر کیا حق ہی؟ قوم کے لیے اُنکو کیا کرنا ہی؟ اور اسوقت تک اُنھون نے قوم کے لیے کیا کیا ہی؟

یہ سوالات نہایت اہم ہین اور کچھ شبہہ نہین کہ جماعت اسلام کی بہبودی کا بہت کچھ بلکہ تمامتر دارومدار انھین سوالات پر ہی۔

ای حضرات! جس زمانے مین یہان اسلامی حکومت قائم تھی اُسوقت قوم کے دینی اور دنیوی دونون قسم کے معاملات علما کے ہاتھ مین تھے۔ نماز روزہ وغیرہ کے احکام بتانے کے علاوہ۔ علما ہی اُنکے مقدمے فیصل کرتے تھے۔ علما ہی جرائم پر حدود تعزیر کی سزا دیتے تھے۔ علما ہی قتل و قصاص کے احکام صادر کرتے تھے۔ غرض قوم کی دین و دنیا دونون کی عنان اختیار علما کے ہاتھ مین تھی۔ اب جب کہ

انقلاب حکومت ہوگیا اور دنیوی معاملات گورنمنٹ کے قبضۂ اختیار مین آگئے توہمکو دیکھنا چاہیے کہ قوم سے علما کا کیا تعلق باقی ہی۔ یعنی گورنمنٹ نے کسقدر اختیارات اپنے ہاتھ مین لے لیے ہین اور کسقدر باقی رہگئے ہین۔ جو درحقیقت علما کا حق ہی اور جس مین دست اندازی کرنی خود گورنمنٹ کو مقصود نہین ہی۔

علما کی موجودہ حالت۔ اِنکی عزلت نشینی بلکہ بے پروائی نے عام طور پر یہ یقین دلادیا ہی کہ اِنکو جو تعلق قوم سے باقی رہگیا ہی وہ صرف مذہبی تعلق ہی یعنی یہ کہ صرف نماز و روزہ وغیرہ کے مسائل بتادیا کرین۔ باقی معاملات اُنکے دسترس سے باہر ہین اور اُنکو اُن معاملات مین دست اندازی کا کوئی حق حاصل نہین ہی۔

لیکن میرے نزدیک یہ خیال غلط اور محض غلط ہی۔ گورنمنٹ نے جو حقوق اپنے لیے مخصوص کر لیے ہین بے شبہہ علما کو اُنسے کچھ تعلق نہین ہی۔ لیکن وہ حقوق ہین کیا۔ مالگذاری کا وصول کرنا، امن و امان کا قائم رکھنا، دنیوی معاملات کے فیصلے کے لیے عدالتون کا قائم کرنا، عہدہ داران ملکی کا مقرر کرنا، یہ اور خاص اسی قسم کے اُمور ہین جو گورنمنٹ نے اپنے اختیار مین لیے ہین لیکن قوم کی زندگی کے اجزا صرف اسیقدر نہین ہین۔

قوم کی اخلاقی زندگی جو تمام ترقیون کی جڑ ہی۔ قوم کی علمی حالت جسپر ترقی و تنزل کا مدار ہی۔ قومی مراسم و دستورات جنسے قوم بنتی یا بگڑتی ہی اور سب سے زیادہ قوم کی دماغی زندگی یعنی خیالات کی وسعت۔ بلند حوصلگی۔ روشن ضمیری۔ آزاد خیالی۔ اِن تمام اوصاف کے سرچشمہ ہمارے علما اور علما کی تلقین و ہدایت ہی۔ شادی۔ بیاہ وغیرہ کی وہ مسرفانہ رسمین جنھون نے سیکڑون ہزارون خاندان تباہ کر دیے ہین۔ گورنمنٹ کا

اُنپر کچھ زور نہین چلسکتا لیکن الحمدللہ اس گئی گذری حالت مین بھی علما کو قوم پر وہ اختیار حاصل ہی کہ آج اگر تمام علما متفق ہو کر کمربستہ ہو جائین تو تمام ہندوستان مین اِس سرے سے اُس سرے تک یہ خانہ برانداز رسمین یک لخت معدوم ہوجائین۔ قوم کے اخلاق جو روز بروز تباہ ہوتے جاتے ہین گورنمنٹ اور گورنمنٹ کی تعلیم مطلق اُسکی اصلاح نہین کرسکی اور نہ کرسکے۔ لیکن اگر علما آمادہ ہون اور مناسب تدبیرون سے کام لین تو قوم مین پھر وہ اخلاقی خوبیان پیدا ہوسکتی ہین جو سو دو سو برس پہلے موجود تھین۔

الحاد اور دہریت کی طرف میلان جو روز بروز عام ہوتا جاتا ہی اسکا روکنا اگر گورنمنٹ کو ممکن ہوتا تو وہ زیادہ نہین تو مذہب عیسوی کو تو اس سے محفوظ رکھ سکتی لیکن ہمارے علما اگر معقول طریقے پر اِسکو روکنا چاہین تو اُسی طرح اُسکا قلع وقمع کرسکتے ہین جسطرح یونانی فلسفے کے پھیلنے کے وقت امام غزالی۔ امام رازی۔ قاضی عضد۔ ابن رشد نے زندقہ والحاد کا استیصال کردیا تھا۔ اِن باتون سے ظاہر ہوا ہوگا کہ قوم کی زندگی کا بہت بڑا حصۂ اب بھی علما ہی کا حق ملکیت ہی۔ اور وہی اِس حصّے کی فرمانروائی کے کامل الاختیار ہین یا ہوسکتے ہین۔

غرض اِس امر سے انکار نہین ہوسکتا کہ علما کو قوم پر اب بھی نہایت وسیع اختیارات حاصل ہوسکتے ہین۔ اِن اختیارات کے حاصل ہونے کی شاید علما کو ضرورت نہو لیکن قوم کو اِسکی ضرورت اور سخت ضرورت ہی کیونکہ علما جب تک قوم کے خیالات قوم کے اخلاق۔ قوم کے دل و دماغ۔ قوم کی معاشرت۔ قوم کا تمدن۔ غرض قومی زندگی کے تمام بڑے بڑے حصّونکو اپنے قبضۂ اختیار مین نہ لین گے قوم کی ہرگز ترقی نہین ہوسکتی۔

لیکن ان اختیارات کے ہاتھ مین لینے کے وقت علما پر کچھ ذمہ داریان عائد ہونگی اور انھین ذمہ داریون کو مین علمای حال کے فرائض سے تعبیر کرتا ہون جو میرے مضمون کا عنوان ہی - ان فرائض کو بدفعات ذیل بیان کرتا ہون -

علما کا سب سے بڑا فرض یہ ہی کہ وہ ایک مجموعی قوت پیدا کرین یعنی تمام ہندوستان کے علما مین ایک خاص رشتۂ اتحاد قائم ہو - تمام علما ایک دوسرے کے نام سے، مقام سے، حالات سے واقف ہون، آپس مین خط وکتابت ہو - مہتم بالشان امور مین تمام علما مشاورت اور استصواب سے کام لین - کبھی کبھی وہ صرف اجتماع واتحاد کی غرض سے ایک جگہ جمع ہو جایا کرین اور اس مقصد کے لیے ندوۃ العلما سے زیادہ عمدہ موقع نہین ملسکتا -

ای حضرات! علما کے باہمی اتفاق کی نسبت بار بار کہا جاچکا ہی اور اگر مجکو بھی یہی کہنا ہوتا تو کچھ ضرورت نہ تھی کہ جو مضمون سیکڑون دفعہ بیان کیا جاچکا ہی مین بھی اسی کا اعادہ کرون لیکن مجکو ایک خاص پہلو کیطرف خیال دلانا ہی -

اتفاق واتحاد کا جو طریقہ اب تک لوگون نے بیان کیا ہی وہ یہ ہی کہ تمام علما مسائل فقہیہ مین ہم مذہب، ہم خیال ہوجائین اور اسوقت نہایت اعلی درجے کا اتحاد واتفاق قائم ہو جائے گا -

لیکن مین پوچھتا ہون کہ کیا ایسا اتفاق کسی زمانے مین کبھی ہوا ہی؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے مبارک زمانے مین جبکہ تمام مسلمان کنفس واحدۃ تھے کیا مسائل مین اختلاف آرا نہ تھا جس شخص نے صحیح ترمذی مطالعہ کی ہی اور قریباً ہر مسائلے کے متعلق اسکے تراجم ابواب دیکھے ہین کیونکر اس بدیہی واقعے سے انکار کر سکتا ہی -

وضو۔ تیمم۔ قرات اور نماز کے دیگر واجبات و سنن کے متعلق کیا تمام صحابہ
ہر مسائل مین قاطبۃً متفق الرای تھے۔ کون ایسا غلط دعوی کر سکتا ہی؟ لیکن کیا ان اختلاف
مسائل کیوجہ سے اُنمین کسی قسم کی کدورت تھی؟ کسی طرحکا رنج تھا؟ کسی طرح کی اجنبیت تھی؟
حاشا ﷲ۔ کبھی نہین۔ ہر گز نہین۔

اِس سے معلوم ہوا کہ اتحاد و اتفاق کے لیے یہ ضرور نہین کہ آپسمین کسی طرحکا
اختلاف رای نہو۔ اسیلیے ہمکو اتفاق و اتحاد کے حدود متعین کر لینے چاہیین یعنی اختلاف و
اتفاق کے دائرے الگ الگ ہون۔ ایک عالم کو کسی مسائے مین دوسرے سے
اختلاف ہی تو اختلاف کا اثر اُسی مسائے تک محدود رہے یہ نہو کہ اِس اختلاف کی وجہ
سے اور تمام تعلقات بھی منقطع ہو جائین۔ جو اختلاف سے کچھ تعلق نہین رکھتے۔ اِسکی نہایت
عمدہ مثال امام بخاری و امام مسلم کا واقعہ ہی۔ امام مسلم حدیث معنعن کے شرائط اتصال مین
امام بخاری سے اختلاف رکھتے تھے چنانچہ اپنی کتاب کے مقدمے مین امام بخاری کا مذہب
بیان کر کے کہا ہی کہ یہ مذہب محض لغو اور باطل ہی اور اِس قابل نہین کہ اِسکی رد کی طرف توجہ
کیجائے۔ لیکن باوجود اِسکے جب امام بخاری سے ملنے گئے تو نہایت محبت اور تعظیم سے
اُنکی پیشانی چومی اور کہا کہ دعنی اقبل* رجلاک۔

قرون اولی مین اِسی اصول پر عمل تھا یعنی اختلاف و اتفاق کی جدا جدا حدین
تھین اور یہی وجہ ہی کہ اُس زمانے مین باوجود اختلافات کے اتحاد و اتفاق کا زور پوری
طرح قائم تھا صحابہ بیسیون مسائل مین مختلف الرای تھے لیکن عام اتحاد و اتفاق مین
اختلاف کا پرتو تک نہ تھا۔ قرن ثانی اور اوائل قرن ثالث کا بھی یہی حال تھا۔

* یعنی اجازت دیجیے کہ آپکے پانوٗن چومون"

آج جس چیز کی وجہ سے مسلمانونکی ہوا اُکھڑ گئی ہی۔ جسنے ہماری طاقت کو بالکل گھٹا
دیا ہی۔ جسکی وجہ سے گورنمنٹ کی نگاہ مین اس گروہ کی عظمت نہین رہی۔ جسکی وجہ سے مخالفین
کو بھی شماتت کا موقع ملا ہی، وہ یہ ہی کہ ہم اختلاف و اتفاق کو اصلی حدود پر نہین رہنے دیتے
ہمنے بارہا سنا ہی کہ کوئی مجمع عام جماعت اسلام کے فائدے کی غرض سے
منعقد ہوا۔ مثلاً دستاربندی کا جلسہ۔ کسی مدرسۂ عربی کا جلسہ۔ اصلاح تعلیم کا جلسہ وغیرہ
وغیرہ۔ تو وہ لوگ جلسے مین شریک تک نہ ہوئے جنکو بانیان جلسہ سے مسائل مختلف فیہا
کے بارے مین اختلاف تھا۔

ای حضرات۔ آپکو معلوم ہی کہ یہی **ندوۃ العلما** جسمین آپ اسوقت تشریف فرما
ہین اگر اتفاق و اتحاد کے ٹھیک اصول پر قائم ہو جائے تو وہ کتنی بڑی عظیم الشان طاقت
بن سکتا ہی۔

اُسوقت **ندوہ** دعوی کر سکتا ہی کہ اوقاف کے لاکھون روپیے جو متولیون کے
ہاتھ سے نہایت بیدردی سے برباد ہو رہے ہین ندوے کے ہاتھ مین دے دیے
جائین اور گورنمنٹ نہایت خوشی سے اس دعوے کو قبول کرے۔

ندوہ دعوی کر سکتا ہی کہ انگریزی مدارس مین عربی و فارسی کا نصاب تعلیم جو
اسوقت ابتری کی حالت مین ہی اُسکی اصلاح کر دی جائے۔ اور گورنمنٹ کو اس دعوی
پر بہت کچھ لحاظ ہوگا

ندوہ دعوی کر سکتا ہی کہ جسطرح قدیم زمانے مین عدالت صدر مین فقہی مسائل
کے لیے قاضی و مفتی مقرر کیے جاتے تھے وہ قاعدہ سر نو سے قائم کیا جائے۔

ندوے کو اُسوقت یہ قوت حاصل ہو گی کہ تمام جماعت اسلام اسکی ہدایتونکی

پابند ہو۔ اُسکے فتوون کے آگے سر جھکائے۔ اسکے فیصلون سے سرتابی نہ کرسکے اِس
صورت مین ندوہ قوم کو تمام بیہودہ مراسم سے۔ خلاف شرع باتون سے۔ ناجائز اُمور سے
بزور روک سکتا اور جماعت اسلام کو نماز کا۔ روزے کا۔ حج کا۔ زکوۃ کا بزور پابند کرسکتا
یہ زور تلوار کا نہین ہوگا۔ بلکہ اتباع شریعت کا۔ اور اتفاق باہمی کا۔

لیکن یہ قوت اسطرح نہین حاصل ہوسکتی ہے کہ سال مین ایک دفعہ ندوے نے
اجلاس کرلیا۔ اشتہارات کا ڈھنڈورا پیٹ کر باہر والون کو جو حقیقت سے ناواقف تھے
بلا لیا۔ علما عاجزی سے۔ تقاضے سے۔ خوشامد سے۔ سفارش سے مجلس مین شریک
ہوگئے۔ ندوہ اگر یون ہوا تو سمجھ لیجیے کہ اور انجمنونکی طرح وہ بھی نثر کا ایک مشاعرہ ہے۔

ندوے کو یہ قوت اُسوقت حاصل ہوگی جب تمام علما اسکو اپنا ذاتی کام سمجھین
بغیر کسی درخواست کے۔ تقاضے کے منت کے دور دور سے سفر کرکے آئین اور سال بھر
اُسکی اُدھیڑ بُن مین رہین۔ کسقدر افسوس کی بات ہے کہ اہل حدیث اور احناف مین لڑائی
ہوکر مقدمہ عدالت تک جائے تو بن بلائے دونون فریق کے علما سیکڑون کوس سے
دوڑے ہوئے آئین اور ندوے مین بلایا جائے تو انھمونکو وہ خوشامدین کرنی پڑین
جو کسی تقریب مین میزبان کو مہمانونکے بلانے مین کرنی پڑتی ہین جس قوم کو اختلاف
کی باتون مین وہ شیفتگی ہو اور اتفاق مین یہ بے پروائی اور بیدلی اُسکا خدا ہی حافظ ہے۔

حضرات۔ ندوے کے قالب مین جو روح ہے آپ اُسکا اندازہ بھی نہین کرسکتے
یہ مجلس صرف ایک برس سے قائم ہے ابھی تک اسنے کوئی عملی کارروائی نہین کی ہے۔
اتفاق کا کوئی جلوہ علانیہ نمایان نہین ہوا تاہم اِسنے وہ اثر اور زور پیدا کرلیا ہے جو اور
مجلسونکو باوجود مدتہای دراز اور دنیوی وجاہتون کے اب تک حاصل نہین ہوا۔

اسکی ایک پکار پر کہان کہان سے لبیک کی صدائین آئین۔کسقدر دور دراز مسافتون کو طی کرکے لوگ یہان تک پونہچے۔لوگون کی نگاہین کس ادب۔کس جوش۔کس محبت سے اسپر پڑ رہی ہین۔

اب یہ امر علما کے ہاتھ مین ہی کہ ندوے کو اس بلند درجے پر پونہچا ئین جو اسکے رتبے کے شایان ہی - یا خدا نخواستہ نا اتفاقی سے ،غفلت سے یا شک سے غلط فہمی سے۔اسکو اسطرح برباد کردین جسطرح قوم کی اور تمام کوششین نا اتفاقی سے برباد ہو رہی ہین۔

دوسرا بہت بڑا فرض جو علما پر ہی وہ اس دہریت اور الحاد کے اثر کا روکنا ہی جو آجکل یورپ مین پھیلکر ہندوستان کی طرف بڑھتا آتا ہی۔غالباً اس مرض کے پھیلنے سے کسی کو انکار نہین ہی گفتگو جو کچھ ہی وہ علاج کے طرز و طریقے مین ہی۔لیکن میرے نزدیک ہمکو اسباب مین زیادہ خوض و فکر کی حاجت نہین ہی۔یہ بیماری پہلے بھی ایک دفعہ اسلامی ممالک مین پھیل چکی اور اطبای شریعت یعنی علمای سلف کا علاج اسکے دفع کرنے مین کارگر ثابت ہوا ہی۔عباسیونکا اول اول زمانہ تھا کہ فلسفۂ یونانی کا ترجمہ ہوا اور ساتھ ہی چارو نطرف الحاد کی ہوا چلگئی۔اکثر فقہا اور بعض محدثین نے اسکا یہ علاج تجویز کیا کہ سرے سے فلسفہ پڑھا یا نجائے یہانتک کہ علم کلام کو بھی اس لحاظ سے ممنوع قرار دیا کہ اسمین عقلیات کی آمیزش تھی۔امام شافعی کا قول ہی کہ حکمی فی اہل الکلام اَن یُضربوا بالجَرید و یُطاف بہم فے القبائل یعنی اہل کلام کے بارے مین میرا یہ فیصلہ ہی کہ انکو دُرّے لگائے جائین اور قبائل مین انکی تشہیر کیجائے۔اس علاج نے بلحاظ حالت موجودہ کسیقدر فائدہ دیا یعنی بعض نیک دل فلسفہ پڑھنے سے رُک گئے۔لیکن پورا نفع نہوا کیونکہ سیکڑون

ہزارون مسلمان منطق و فلسفہ پر ایسے فریفتہ ہو گئے تھے کہ اسکو بالکل چھوڑ نہ سکتے تھے۔ آخر علمانے دوسرا علاج سوچا یعنی فلسفے کے مسائل پر اطلاع حاصل کرکے فلسفے کے رد کے لیے علم کلام ایجاد کیا۔ اس علاج کے مجوز امام غزالی۔ امام رازی۔ ابن رشد۔ قاضی عضد وغیرہ تھے اور واقعی انکی یہ تدبیر نہایت کارگر نکلی۔ اسی کا اثر ہی کہ اگرچہ درس نظامیہ مین تمام علوم و فنون سے زیادہ منطق و فلسفہ کی کتابین زیر درس ہین تاہم مذہبی عقائد کو انسے کچھ ضرر نہین پہونچتا۔

ہمارے زمانے مین بھی اسی مرض نے ظہور کیا ہی اور پہلی قسم کا علاج بھی چکا ہی اب اگر وہ علاج مفید ثابت ہو تو فبہا ورنہ دوسری قسم کا علاج شروع کیا جائے۔ اور امام غزالی اور امام رازی کی روحین تازی کی جائین۔

ترکی حکومت مین اس ضرورت کو تسلیم کرکے علامہ حسین جسر نے جو تمام روم و شام مین علوم دینیہ و عقلیہ کا اُستاد تسلیم کیا جاتا ہی ایک کتاب تصنیف کی جسکا نام حمیدیہ ہی۔ تمام مسلمانون نے اس تصنیف کی نہایت قدر کی اور خود سلطان المعظم خلد اللہ دولتہ نے علامۂ مذکور کو اس کتاب کے صلے مین بہت کچھ صلے اور عطیے عنایت کیے۔ یہ کتاب ترکی زبان مین بھی ترجمہ کی گئی اور عام طور پر اسکا رواج ہو گیا ہی۔

مین نے اس کتاب کو دیکھا ہی اور اگرچہ میرے نزدیک وہ موجودہ ضرورت کے لیے ناکافی ہی تاہم اس بات سے مسرت ہوتی ہی کہ اسنے ایک عمدہ کام کی بنیاد ڈالی۔ یہ دوسرونکا فرض ہی کہ اس بنیاد پر مضبوط اور مستحکم عمارتین بنائین۔

تیسرا امر جسکی طرف مین علما کی توجہ مائل کرنا چاہتا ہون علوم اسلامیہ کے درس و تدریس مین وسعت پیدا کرنا ہی۔

ای حضرات اس امر سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا کہ پچاس ساٹھ برس سے ہماری علمی حالت برابر تنزل کی طرف بڑھ رہی ہی جس درجے کے علما پچاس برس پہلے موجود تھے اُس زمانے کے بعد اُس درجے کے علما نہین پیدا ہوئے اور زمانۂ مابعد مین جس رتبے کے علما پیدا ہوئے اُس زمانے کے بعد اُس درجے کے بھی پیدا نہین ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب۔ شاہ عبدالقادر صاحب۔ مفتی محمد یوسف صاحب۔ مولوی فضل حق صاحب جیسے علما کا پیدا ہونا اب گویا ناممکن معلوم ہوتا ہی۔ بلکہ ابتو یہ بھی توقع نہین کہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم۔ مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم۔ مولانا احمد علی صاحب مرحوم جیسے بزرگ بھی قوم مین پیدا ہون۔ تصنیفات کا یہ حال ہی کہ عربی زبان مین اب بہت کم کتابین لکھی جاتی ہین۔ اُردو زبان مین جو کتابین لکھی جاتی ہین وہ بھی کچھ محققانہ نہین ہوتین بلکہ صرف چند نزاعی مسائلون کے متعلق اِدھر اُدھر کی خوشہ چینی ہوتی ہی۔ پھر کیا اسکی یہ وجہ ہی کہ اب علوم عربیہ کی قدر دانی نہین رہی اور اِن علوم کے پڑھنے والون کو مناصب اور عہدے نہین ملتے لیکن ذرا سے غور سے معلوم ہو سکتا ہی کہ یہ اس بات کی وجہ نہین ہو سکتی۔

خدا کا شکر ہی اور ہم اسپر فخر کرتے ہین کہ مسلمانون نے علم کو کبھی تحصیل دولت کے لیے نہین پڑھا نہ علما کسی زمانے مین بہت دولتمند یا صاحب جاہ و منصب تھے۔ ملا نظام الدین ملا حسن۔ ملا کمال۔ شاہ ولی اللہ صاحب۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کو کونسی دولت و ثروت حاصل تھی۔

پھر کیا اسکی یہ وجہ ہو سکتی ہی کہ علوم کی تحصیل کے سامان کم ہین یہ بھی صحیح نہین اب جس کثرت سے ہندوستان کے ہر گوشے مین عربی مدارس موجود ہین پہلے

کبھی تھے جسقدر کتابین اب چھپکر شائع ہوگئین اگلے زمانے مین کہان دستیاب ہوتی تھین ۔ سفر کے وسائل اور ذرائع جیسے اب آسان ہوگئے ہین پہلے کب تھے ۔

پھر کیا اسکی یہ وجہ ہی کہ یہ اخیر زمانہ ہی اور اس بُرے زمانے کا اقتضا ہی یہ ہی کہ اگلی سی ہمتین اور اگلی سی حوصلہ مندیان زمانے سے مفقود ہوجائین ۔ لیکن اگر ایسا ہی تو زمانہ تمام دنیا کو محیط ہی اسیلیے دنیا کے ہر گوشے مین ایسی ہی پستی اور ایسا ہی تنزل پایا جانا چاہیے حال آنکہ دنیا کے اور حصون مین علوم و فنون کی بہار آرہی ہی ۔ مین اسوقت اجمال کے ساتھ دکھانا چاہتا ہون کہ دنیا کے اور حصون مین انھین علوم و فنون کو کسقدر ترقی ہی اور ترقی کے کیا کیا وسائل پیدا ہوگئے ہین ۔

ای حضرات ۔ اگرچہ ہندوستان کی موجودہ حالت دیکھکر یہی قیاس ہوتا ہی کہ اب علمی ترقی کے میدان مین کوئی نئی وسعت پیدا نہین ہوسکتی لیکن شام و مصر اور بالخصوص یورپ کی علمی رفتار کے لحاظ سے مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ اس زمانے مین جو سامان پیدا ہوگئے ہین اور علوم و فنون کے متعلق نظر و فکر کے جو طریقے ایجاد ہوئے ہین پہلے انکا نام و نشان بھی نہ تھا ۔ اگرچہ ممکن تھا کہ مین اس مضمون پر منطق ۔ حکمت ۔ تاریخ ۔ جغرافیہ طبعیات وغیرہ ہر ایک علم کے لحاظ سے بحث کرتا لیکن اسقدر وقت و فرصت نہین ہی ۔ اسیلیے صرف فن ادب کے متعلق کچھ عرض کرتا ہون ۔

ای حضرات ۔ فن ادب کوئی معمولی فن نہین ہی ۔ قرآن مجید اور احادیث کے سمجھنے اور اُسکے نکات سے واقف ہونے کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ۔ یہی وجہ ہی کہ تمام بڑے بڑے مفسرین اور محدثین ادب مین نہایت کمال رکھتے تھے ۔ فن ادب مین ہمارے یہان صرف مقامات حریری ۔ متنبی ۔ سبعہ معلقہ درس مین داخل تھا اور بعض لوگ

تاریخ تیموری و نفحۃ الیمن بھی پڑھتے تھے۔ صرف یہی نہین تھا کہ درسی کتابین انھین مین منحصر تھین بلکہ ادب کا کل سرمایہ جو ہمارے ملک مین دستیاب ہو سکتا تھا وہ یہی کتابین یا انکی شرحین اور حاشیے تھے۔

اب خیال فرمائیے کہ آج کل ادب کا کسقدر سرمایہ پیدا ہو گیا ہی۔ جاہلیت اور شروع اسلام کے اشعار کی نسبت مفسرین نے لکھا ہی کہ قرآن مجید کے مطالب سمجھنے کے لیے انپر اطلاع حاصل ہونی ضرور ہی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول ہی اَلشِّعْرُ دِیْوَانُ الْعَرَبِ فَاِذَا خَفِیَ عَلَیْنَا الْحَرْفُ مِنَ الْقُرْاٰنِ رَجَعْنَا اِلٰی دِیْوَانِھَا انھین کا قول ہی اِذَا سَأَلْتُمُوْنِیْ عَنْ غَرِیْبِ الْقُرْاٰنِ فَالْتَمِسُوْہُ فِی الشِّعْرِ جن اشعار کو حضرت عبد اللہ ابن عباس نے فہم قرآن کے لیے ضروری سمجھا اُنمین سے ہمارے پاس صرف سبعہ معلقہ موجود تھا لیکن اب شام و مصر وغیرہ مین اشعار عرب کا بے انتہا ذخیرہ موجود ہو گیا ہی شعرای جاہلیت و مخضرمین مین سے امرء القیس۔ زہیر بن ابی سلمی۔ لبید بن ربیعۃ العامری نابغۂ ذبیانی۔ علقمۃ الفحل۔ عروۃ بن الورد۔ حاتم طائی۔ اوس بن حجر۔ خنساء۔ عنترۂ بن شداد العبسی۔ طُرفہ بن عبد بکری۔ حادرہ کے دیوان چھپ گئے ہین قبیلۂ ہذیل جنکی نسبت تسلیم کیا گیا ہی کہ عرب کے تمام قبائل مین سب سے فصیح تر تھے اِس قبیلے کے تمام شعرا کا کلام ایک مجموعے مین چھاپا گیا ہی۔ خلیفہ منصور عباسی نے خلیفہ مہدی کی تعلیم کے لیے اشعار عرب کا جو مجموعہ تیار کرایا تھا اور جسکو علامہ مفضل ضبی نے جمع کیا تھا بیروت مین چھپکر شائع ہوا ہی ۵۲ قصیدے جو مختارات اشعار العرب کہلاتے ہین پورے چھپ گئے ہین جمہرۃ العرب شائع ہو چکا ہی۔ اسلامی شعرا مین سے جنکا کلام مستند مانا گیا ہی اُنمین سے حطیہ۔ عمر بن ابی ربیعہ۔ اخطل۔ فرزدق۔ ابو محجن ثقفی کا دیوان چھپ چکا ہی۔ اور زمانۂ مابعد کے

شعرا کا کلام تو نہایت کثرت سے شائع ہو چکا ہی۔ عباس بن الاحنف۔ صریع الغوانی عبداللہ بن المعتز۔ ابو تمام۔ ابو عبادہ بحتری۔ ابو العتاہیہ۔ ابو فراس۔ ابو نواس کہ انمین سے ہر ایک فن شعر کا امام تھا سب کے دیوان چھپ چکے ہین۔ انکے سوا ادب کی وہ کتابین جنمین کثرت سے اشعار عرب مذکور ہین بکثرت شائع ہو چکی ہین۔

یہ تو فقط اُس سرمایے کا بیان تھا جو فن ادب مین اب موجود ہی لیکن جب آپ یہ خیال فرمائین گے کہ اِس فن کے متعلق پہلے واقفیت اور تحقیقات کا کیا طرز تھا اور اب کیا ہی؟ تو اور بھی تعجب ہوگا۔ پہلے یہ طریقہ تھا کہ معلقہ کے ساتون قصیدے معمولی طور سے پڑھا دیے جاتے تھے اور شوقین طالب علم لغات کو حفظ کر لیتے تھے اِسکے سوا اُنکو کچھ نہین معلوم ہوتا تھا کہ یہ شعرا کون تھے انکو اور شاعرون سے کیا نسبت ہی انکے کلام مین کیا کیا خوبیان ہین۔ کہان کہان انہین بلاغت کی کمی ہی۔ لیکن اب اِن اُمور کی تحقیقات کیجاتی ہی کہ عرب مین شاعری کب پیدا ہوئی۔ کن اسباب سے پیدا ہوئی۔ کس قبیلے مین اول اسکا رواج ہوا۔ اقسام شعر مین سے کون کون سی قسمین کس کس زمانے مین ایجاد ہوئین۔ شعرای جاہلیت نے کن کن مضامین پر شعر لکھے۔ انہین عہد بعہد کیا کیا ترقیان ہوئین۔ بلاغت کے کون کون سے اسلوب انھون نے استعمال کیے۔ اُنکی شاعری سے عرب پر کیا اثر پڑا؟ اسلامی شعرا نے فن شعر مین کیا تصرفات کیے۔ زبان کو کیونکر صاف کیا۔ کتنے الفاظ چھوڑ دیے۔ کن کن نئے مضامین پر اشعار لکھے۔ اسیطرح عہد بعہد اُس فن مین کیا کیا ترقیان ہوئین۔ ادب کی طرح اور علوم و فنون مین بھی تحقیقات کا طرز بدل گیا ہی لیکن اسکے بیان کرنے کے لیے وقت نہین۔

ای حضرات۔ علما کا ایک اور سب سے بڑا فرض بلند حوصلگی اور عالی ہمتی کا پیدا کرنا ہی

اِس سے خدانخواستہ میری یہ مراد نہین کہ وہ بڑی بڑی نوکریون کی خواہش کرین۔ دولت کے جمع کرنے کی تدبیرین سوچین۔ بلکہ میری مراد علمی اور مذہبی حوصلہ مندی ہی۔ وہ حوصلہ مندی جسکا یہ اثر تھا کہ محدثین ایک ایک حدیث کے لیے ہزارون کوس کا سفر کرتے تھے جسکا یہ اثر تھا کہ اندلس کے طلبا ہندوستان مین تحصیل علم کے لیے آتے تھے۔ جسکا یہ اثر تھا کہ ابن بیطار نے نباتات کے دریافت کے لیے اندلس سے چلکر یونان اور بحر روم کے تمام جزائر کی خاک چھان ڈالی تھی جسکا یہ اثر تھا کہ جغرافیے کی تحقیقات کے لیے علامہ بشاری نے پورے ۲۰ برس دنیا کے سفر مین صرف کر دیے تھے۔ جسکا یہ اثر تھا کہ ابو الفرج اصفہانی نے پورے ۵۰ برس صرف کرکے کتاب الاغانی لکھی اور دنیا کو علم ادب کے بڑے بڑے کتب خانون سے مستغنی کر دیا۔ جسکا یہ اثر تھا کہ اصمعی محاورات عرب کی تحقیقات کے لیے عرب کے بیابانونکی خاک چھانتا پھرتا تھا۔

اے حضرات۔ کیا موجودہ زمانے مین اِن حوصلہ مندون کی ایک بھی مثال پائی جاتی ہی۔ اور کیا اِن حوصلہ مندیون کے بغیر علما اپنے فرض سے ادا ہو سکتے ہین۔

افسوس اور سخت افسوس یہ ہی کہ علمی حوصلہ مندی اسقدر مفقود ہو گئی ہی کہ ہم اُسکے اِمکان کا بھی تصور نہین کر سکتے حال آنکہ وہ حوصلہ مندیان دوسری قومو ن مین موجود ہین۔ اور اگر آپ اجازت دین تو مین مثال کے طور پر صرف ان عجیب و غریب کوششون کا ذکر کرون جو دوسری قومون نے خاص ہمارے علوم و فنون کے ترقی دینے مین کی ہی۔

(۱) سب سے بڑا احسان جو یورپ کا عربی زبان اور عربی علوم و فنون پر ہی یہ ہی کہ عربی کی وہ کتابین جو مسلمانون کے لیے مایۂ فخر ہین اور باوجود اِسکے اِسقدر نایاب تھین

کہ کہین اُنکا پتا بھی نہین لگتا تھا۔ یورپ نے نہایت تلاش سے بہم پونہچائین۔ اُنکی تصحیح کی۔ حاشیے چڑھائے۔ اختلاف نسخ قلمبند کیے۔ مضامین و الفاظ کی فہرست مرتب کی۔ اور نہایت حسن و خوبی کے ساتھ چھاپ کر مشتہر کیا۔

اِن محنتون کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہی کہ جبن جرمن پروفیسر نے کتاب الفہرست کی تصحیح و ترتیب کی اُسکے پورے ۲۰ سال اِس کام مین صرف ہوئے۔ پروفیسر وایٹ اٹھارہ برس سے جریر کے دیوان کے مرتب کرنے مین مصروف ہی۔ برلن کی ایک کمیٹی نے لاکھ روپے صرف اسی کام کے لیے وقف کر دیے کہ طبقات ابن سعد کا پورا نسخہ جو بارہ جلدون مین ہی چھاپ دیا جائے۔ چنانچہ خاص اِس غرض سے پروفیسر زاخو اپریل ۱۸۹۵ء مین مصر پونہچا اور اب تک وہین مقیم ہی۔ اسطرح کی اور بہت سی مثالین ہین۔ اِسوقت تک عربی کی جسقدر نایاب کتابین یورپ نے چھاپ کر شائع کین۔ اُن سب کا نام تو مین گنا نہین سکتا لیکن تاریخ کے تصنیفات کی ایک فہرست ذیل مین لکھتا ہون جنمین سے اکثر خود میری نظر سے گذرے ہین۔ یہ وہ کتابین ہین جو یورپ کے چھاپنے سے پہلے ناپید تھین اور ہمارے ہندوستان کے علما اب بھی اِنکے نامونسے بیخبر ہین۔ انہین سے بعض مصر وغیرہ مین چھپی ہین تو یورپ ہی کے نسخے سے منقول ہوکر چھپی ہین۔

تاریخ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری تمام و کمال ۱۲ جلد۔ اخبار الطوال ابوحنیفہ دینوری کتاب التنبیہ و الاشراف للمسعودی۔ انساب الاشراف للبلاذری۔ تاریخ یعقوبی فتوح البلدان بلاذری۔ کتاب الفہرست ابن الندیم بغدادی۔ رحلۃ ابن جبیر المعجب۔ البیان المغرب فی اخبار المغرب للمراکشی۔ سیرۃ صلاح الدین للقاضی بہاء الدین بن شداد۔ الفتح القسی للعماد الاصفہانی۔ مذیل للطبری۔ المشتبہ للذہبی معجم ابن ابار۔ اخبار مکۃ للازرقی المنتقی با خبار ام القری

اعلام[۱۸] باعلام بیت اللہ الحرام۔ استبصار[۱۹] فی عجائب الامصار۔ الآثار[۲۰] الباقیہ
عن القرون الخالیہ۔ کتاب[۲۱] الاعتبار لابن منقذ۔ المام[۲۲] للمقریزی۔ البیان[۲۳] والاعراب بما
بارض مصر من الاعراب۔ کتاب[۲۴] الھند للبیرونی۔ الخبر[۲۵] عن اول دولۃ من دول الاشراف
العلویین۔ عیون[۲۶] والحدائق۔ زبدۃ[۲۷] الحلب فی تاریخ حلب۔ تاریخ[۲۸] آل سلجوق۔ زبدۃ[۲۹] النصرہ فی
اخبار الوزراء السلجوقیہ۔ سلسلۃ[۳۰] التواریخ۔ اخبار[۳۱] العصر۔ اخبار[۳۲] مجموعہ فی فتح الاندلس۔ تاج[۳۳] التراجم
لقاسم بن قطلوبغا۔ الفخری[۳۴] فی الآداب السلطانیہ۔ مروج[۳۵] الذہب للمسعودی۔ کتاب[۳۶] الصلۃ لابن
بشکوال۔ تکملۃ[۳۷] کتاب الصلہ۔ بغیۃ[۳۸] الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس۔ طبقات[۳۹] المفسرین للسیوطی۔
اخبار[۴۰] ملوک مغرب والفاس للمقریزی۔ عجائب[۴۱] الھند لبزرک بن شہریار۔ کتبۃ[۴۲] صقلیہ۔ تہذیب[۴۳]
الاسماء للنووی۔ کتاب[۴۴] الانساب للمقدسی۔ فتوح[۴۵] الشام للازدے۔ ملخص[۴۶] طبقات الحفاظ
للسیوطی۔ معارف[۴۷] ابن قتیبہ۔

اِن کتابون کے علاوہ یورپ جغرافیے کے تصنیفات کا پورا سلسلہ مرتب کرکے
چھاپا۔ ہمارے خیال مین بھی نہ تھا کہ جغرافیے کے فن مین جو اس ملک مین خاص انگریزون
کی بدولت آیا ہی اور اسی وجہ سے ہمارے علما اس سے بالکل ناآشنا ہین۔ مسلمانون
نے کوئی خاص کمال پیدا کیا تھا۔ لیکن اِن تصنیفات کو دیکھکر معلوم ہوتا ہی کہ مسلمانونسے
پہلے اس فن کی کیا حالت تھی اور مسلمانون نے اِسکو کہان سے کہان پونہچا دیا۔ کس کو
خیال تھا کہ تیسری صدی ہجری مین عرب کا ایسا جغرافیہ تیار ہوا ہوگا۔ جو بالکل آجکل کی
تحقیقات کے موافق ہی جسمین عرب کے ایک ایک شہر ایک ایک گانون کی تفصیل ہی اور
ہر ہر گانون کی پیداوار۔ عمارتون۔ معدنیات۔ اشجار۔ نباتات۔ جانور۔ تجارت وغیرہ
کے حالات تفصیل سے مذکور ہین۔ عرب کا یہ جغرافیہ ابن الحائک ہمدانی نے سنہ ۳۳۴ھ

مین لکھا جو یورپ مین بمقام لیڈن ۱۸۸۴ء مین چھاپا گیا۔

جغرافیے کے سلسلے مین جو نایاب کتابین یورپ مین چھاپی گئین اُنکے نام حسب ذیل ہین۔

معجم البلدان یاقوت حموی چار جلد۔ مشترک یاقوت حموی۔ مراصد الاطلاع۔ احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم۔ جغرافیۂ ابن حوقل بغدادی۔ مختصر کتاب البلدان لابن الفقیہ الہمدانی۔ کتاب البلدان للیعقوبی۔ تقویم البلدان۔ المسالک و الممالک لابن خردازبہ۔ مسالک الممالک للاصطخری۔ نزہۃ المشتاق للشریف الادریسی۔

یہ سب بڑی بڑی ضخیم کتابین ہین اور اِنکے دیکھنے سے مسلمانون کی علمی کوششون کا اندازہ ہوسکتا ہی۔

(۴) دوسری تیسری صدی مین جو نئے الفاظ عربی تصنیفات خصوصاً تاریخ مین شامل ہوتے گئے لغت کی کتابون مین کہین اُنکا پتا نہین لگتا۔ تاریخ طبری۔ و بلاذری۔ و مقریزی مین سیکڑون ہزارون الفاظ ایسے موجود ہین جو قاموس۔ لسان العرب۔ شرح قاموس وغیرہ بڑی بڑی کتابون مین نہین ملتے۔ اور مجکو اسکا خاص تجربہ ہوچکا ہی۔ یورپ نے اِس مشکل کی عقدہ کشائی کی۔ فرانس کے ایک پروفیسر نے جسکا نام دوزی ہی خاص اِس قسم کے لغات پر ایک کتاب لکھی جو دو جلدون مین چھپکر شائع ہوئی ہی اور جسمین سترہ سو صفحے ہین یہ کتاب میرے مطالعے مین ہی اور مین ہر دفعہ مصنف کی محنت اور تحقیق پر حیران رہ جاتا ہون۔ ہمارے ملک کے علما شاید یورپ کی وسعت نظر اور کثرت معلومات کا اعتراف نہ کرین لیکن مصر و شام کے فضلا ان تصنیفات کو پڑھ کر کیونکر انکار کرسکتے تھے۔ علامہ حمزہ فتح اللہ جو مصر مین فن ادب کا

اُستاد الکل ہی اسنے اپنے رسالۂ باکورۃ الکلام مین علانیہ تسلیم کیا ہی کہ نَحْنُ فِی اللُّغَةِ العَرَبِیَّةِ کَالْعَائِلَةِ عَلَیْہِمْ یعنی عربی زبان مین ہم یورپ کے دست نگر ہین "

(۳) عربی زبان مین ایسی کوئی تصنیف موجود نہ تھی اور نہ کبھی لکھی گئی جو مسلمان فلاسفرون کے تصنیفات کے ریویو کے طور پر ہو اور جس سے یہ ظاہر ہو کہ یونانیون کے کیا مسائل تھے اور حکمای اسلام نے اسپر کیا ترقی کی ۔ یورپ مین اس قسم کے تصنیفات کثرت سے لکھے گئے اور برابر لکھے جارہے ہین ۔

ارسطو کی قاطیغوریاس جسکو حنین بن اسحاق نے عربی مین ترجمہ کیا تھا اصل یونانی زبان مین مع عربی ترجمے کی چھاپی گئی ہی اور اسکے دیباچے مین اس امر پر بحث کی ہی کہ یہ ترجمہ کہان تک صحیح اور اصل کے مطابق ہی ۔

جرمن کے ایک پرفیسر نے فارابی کے تمام تصنیفات اور رسائل پر تین سو صفحون مین ایک مفصل ریویو لکھا ۔ اسیطرح امام غزالی کے تصنیفات پر تین سو صفحون مین ایک کتاب لکھی گئی ۔ مین نے یہ دونون کتابین دیکھی ہین اگرچہ افسوس ہی کہ جرمن زبان نہ جاننے کی وجہسے اُنسے متمتع نہین ہوسکا ۔

پروفیسر مونک نے فرنچ زبان مین خاص اس بحث پر کہ مسلمانون نے یونانیون کے علوم کی کیونکر تحصیل کی اور اُنسے یہودیون نے کیونکر سیکھا ایک مستقل کتاب لکھی چنانچہ مین نے اس کتاب کے بعض مقامات سبقاً سبقاً پڑھے ہین پروفیسر رینان نے حکیم ابن رشد کے فلسفے پر چارسو صفحون مین ایک عجیب و غریب کتاب لکھی جسمین اُسنے تفصیلاً بیان کیا ہی کہ جرمن اور فرانس مین کئی سو برس تک خاص ابن رشد کا فلسفہ جاری رہا اور وہان بہت سے فرقے پیدا ہوگئے تھے جو اپنے تئین بجای

ارسطو و افلاطون کے ابن رشد کیطرف منسوب کرتے تھے۔

پارسال مقام جنیوا مین جو اورینٹل کانفرنس منعقد ہوئی۔ اُسمین ایک یہ تجویز منظور ہوئی کہ ایک کمیٹی قائم ہو جسمین عربی زبان کے بڑے بڑے کامل الفن ممبر مقرر کیے جائین۔ اِسی کمیٹی کا یہ کام ہوگا کہ مسلمانون نے فلسفہ۔ ہیئت۔ طب۔ اور لٹریچر مین جو ترقی کی۔ اِسکی ایک مفصل انسائیکلوپیڈیا طیار کرے۔ چنانچہ اِسی کانفرس مین یہ کمیٹی قائم ہو گئی اور بڑے بڑے عربی دان پروفیسر اس کے ممبر مقرر ہوئے۔

اے حضرات علما۔ جبکہ دوسری قومین خود ہمارے علوم و فنون مین ایسی عجیب و غریب کوششین کر رہی ہین اور عربی زبان کے میدان مین اسقدر وسعت پیدا ہو گئی ہے تو کیا ہمکو اسی پر قناعت کرنی چاہیے کہ ایک محدود کورس کی چند کتابین پڑھائی جائین اور تمام عمر اسی محدود دائرے مین بند پڑے رہین۔

علمی حوصلہ مندی جسکو مین نے علما کا فرض بتایا ہے اسکا یہ اقتضا ہے کہ گلون نے ہمارے لیے جو سرمایہ چھوڑا تھا۔ دنیا سے ہم جائین تو اُسمین اضافہ کر کے جائین۔ یہ خیال غلط اور بالکل غلط ہے کہ علمی کارخانے مین کام کرنے کے لیے اب کچھ باقی نہین رہا۔ ابھی بہت وسعت ہے اور بہت کچھ کیا جاسکتا ہے۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید   دیگران نیز کنند انچہ مسیحا میکرد

مضمون جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی

نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ — وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

جناب صدر انجمن صاحب و دیگر بزرگان جلسہ! مجھے جلسۂ انتظامیہ ندوۃ العلما نے مامور کیا ہی کہ علما کے فرائض منصبی کو بیان کرون اور ضرورت زمانہ کو اونکے حضور مین پیش کرون اسلیے بہ تعمیل حکم اپنے خیالات کو ظاہر کرتا ہون آپ حضرات میری لغزشون کو معاف کرینگے اور اُنکی اصلاح کی کوشش فرمائینگے۔ مین نے اپنی تقریر مین جابجا علما کو الزام بیجا دیا ہی خدا خوب جانتا ہی کہ وہ مخالفانہ حملہ نہین ہی اصلاح کی امید پر یہ تقریر کی گئی ہی اور صاف صاف یہ ہی کہ یہ فقیر آپہی بزرگونکا کفش بردار اور آپہی کی جماعت مین شمار کیا جاتا ہی پھر خطاب کرون توکس سے کرون ؎

من بہ بیگانگان نہ نالم فرد ✣ او ست چون آشنا شکایت دست ✣

مجھے جو شکایت و حکایت ہی وہ آپہی سے ہی مین غیر کیطرف کیون رخ کرون ؎

چو کحل بینش ما خاک آستان شماست ✣ کجا رویم بفرما ازین جناب کجا ✣

اب اصل مدعا سنیے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا — اسمین شبہ نہین کہ اللہ کے بندونمین علما ہی ڈرتے ہین۔ اللہ تعالے نے تو خشیت کو اس جماعت علما کے ساتھ منحصر کردیا تھا مگر سخن انصاف یہ ہی کہ ہماری جماعت مین محض شاذ و نادر کسیکو خشیت کا حصہ ہو تو ہو یہ شی تو بالکل عنقا سی معدوم ہوگئی ہی تو وجہ ہی کہ ہماری باتونمین اثر باقی نہین رہا نمازین کثرت سے پڑھی جاتی ہین مسجدین بظاہر آباد ہین مگر جب ہم اس نماز کو میزان الٰہی پر تولتے ہین تو لاشی محض پاتے ہین۔ خدای تعالی فرماتا ہی اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؏ نماز کا خاصہ فحش و منکر سے

باز رکھنا ٹھہرا گر ہمارے زمانے مین تو اسکے برعکس نماز کی کثرت کے ساتھ فحش و منکرات بھی کثرت سے ہین
پھر یہ نماز کیونکر نماز ٹھہری یہ بلا بیچارے عام نماز یون ہی کے ساتھ نہین ہی بلکہ ہم لوگ ایک وقت کے ساتھ
اور زیادہ ہی کون سے منکرات سے ہملوگ باز رہتے ہین آپسمین رسالے بازی اور اُنھین لوگ جھونک کے کلمات
گالیان مار دھاڑ سب کچھ تو کر گذرتے ہین پھر یہ نماز کیسی نماز ٹھہری اور خشیت الٰہی اور خشوع و خضوع کا حال
بھی معلوم ہے تو درون نماز و دل بیرون * گشتہا میکند بمہانی * اینچنین حالت پریشان را *
شرم بادت نماز میخوانی * اب روزے کا حال سنیے اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ — اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ روزہ
پرہیزگاری اور تقوے کا سبب ہی یہان روزے تو بہت رکھے جاتے ہین فرض کیا سنت اور نفل۔
بلکہ اور تھوڑا بڑھیے تو ہزارا اور لکھار وزہ رکھا جاتا ہی مگر تقوے کا نتیجہ کچھ نہین پیدا ہوتا ہی بلکہ بھوک
اور پیاس مین اور زہر اُگلنے لگتے ہین پھر ہم اسے روزۂ اصلی کیونکر کہین۔ اب یہ نماز روزے ایسے
ہوگئے جیسے بے معنی حروف۔ وجہ اُسکی وہی ہی جو پہلے گذارش کی گئی کہ حضرات علما کے
دلون سے خشیت غائب ہوگئی۔ اور جب مقتداؤن کا یہ حال ہی تو مقتدیونکو کون پوچھتا ہی مصرع
محتسب گر می خورد معذور دار د مست را * ہمارے اگلے علما حاشا و کلا ایسے نہ تھے اُنکی نمازین ویسی تھین جیسی
خدای تعالیٰ نے اُنکی صفت بیان کی اور روزہ بھی اُنکا ویسا ہی تھا جیسا پروردگار نے اُسکا ثمرہ ذکر کیا
پھر اسکے ساتھ اُنکو اپنی عدم خشیت اور غیر متقی ہونیکا ہر دم خیال رہتا تھا اسی دھیان مین شب
و روز آہ و بکا اُنکا رفیق تھا و رجانیکی ضرورت نہین اہل بیت نبوی و اصحاب مصطفوی تو کچھ اور ہی
تھے انکے احوال کو عرض کرنا بھی چندان ضرور نہین جو لوگ پچھلے گذرے ہین اور اسی سرزمین ہندوستان
مین گذرے اُنھین کے احوال کو دیکھیے اور فرمائیے انکی کیا حالت تھی حضرت شیخ فخرالدین عراقی
حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ کے ایک اجلّ مریدان سے تھے انکا علم نرالا و انکا سا

علم تھا بلکہ یونج وغیرہ جتنے علم ہین سبے تھے فلسفہ والہیات کے بھی بڑے ماہر تھے مدتون تک عزلت اختیار کی تلامذہ بھی ہمراہ رہتے تھے درس تدریس بھی جاری تھا پھران سب حالتون کے ساتھ امامت نماز کی کبھی نکی اور فرماتے کہ مین نہ مشرب ہون مقتدا ہونیکی مجھمین صلاحیت کہان۔ جب حج کو تشریف لیگئے تو اہل قافلہ شوق سے طواف و زیارت مین مشغول ہوگئے اور یہ حضرت حرم کی گلیوںمین ٹکراتے پھرتے تھے اور آہ و بکا کے ساتھ اپنی یہ غزل پڑھتے تھے غزل

صنما رہ قلندر سزد ار بمن نمائی | کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی | بقمارخانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم
چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم دغائی | بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا برآمد | کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی
بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند | کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی | در دیر چون زدم من ز درون ندا برآمد
کہ بیا بیا عراقی تو ازان خاص مائی

الغرض علما کو جبتک خشیت الٰہی نہوگی ہرگز وہ عالم نہونگے اور اگر عالم کہلائے بھی تو اسطرح کے جنکی طرف خطاب خداوندی یون ہی اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ* بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ۔ اور یہ باتین جناب باری مین ہرگز پسند نہین ارشاد ہوتا ہی یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ+ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔

ہندی کی نقل ہی کہ پہلے گھر تب باہر حضرات پہلے ہملوگ اپنے آپ کو درست کرین پھر قوم کیطرف متوجہ ہون۔ یہ درستگی کیونکر ہو اور خشیت الٰہی کسطرح پیدا ہو اسکو ہر عالم خوب جانتا ہی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ موجود ہی اسوقت مجھے اسکی تفصیل کا موقع نہین۔

علما کو زمانے کی ضرورتون پر بھی نظر کرنا ضرور ہی **مصرع** زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز*

اگر اس ثبوت مین چند جزئیات آثار مین پیش کرون تو شاید ثبوت کافی نہو۔ اس لحاظ سے مین ابتدائے اسلام سے اسوقت تک کا ایک خاکہ بنا کر دکھلاتا ہون اسی سے آپ حضرات سمجھ سکتے ہین کہ علوم اور علما زمانے کے ساتھ کیونکر

---

* لوگون کو نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھولے جاتے ہو ۱۲۔

+ اے مسلمانو خود را فضیحت و دیگری را نصیحت کے مصداق نہ بنو تمھارے قول و فعل کا یکسان نہونا خدا کے نہایت غصے کا موجب ہی ۱۲۔

بدلتے رہے - سنیے - مشکوۃ شریف کی پہلی حدیث ہی عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ بَيْنَمَا نَحْنُ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ
بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ - الخ
ہرچند یہ حدیث سب صاحبون کے ذہن نشین ہی مگر عامہ حضرات کے لیے ہم ترجمہ عرض کیے دیتے ہین - کہ حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ہملوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بیٹھے تھے کہ ایک شخص نہایت
سفید کپڑے پہنے ہوئے آیا اور بال اُسکے بہت کالے تھے مگر ہملوگو نمین کوئی اُسے پہچانتا نتھا اور نہ وہ مسافر ہی
معلوم ہوتا تھا پھر آکر حضرت کے حضور مین بیٹھا اور اپنے دونون زانو ونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون زانوؤن
سے ملاکر اور اپنے ہاتھونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو پر رکھکر سوال کرنے لگا کہ ای محمدؐ مجھے اسلام سے
خبردار کیجیے حضرت صلعم نے فرمایا اسلام یہ ہی کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد اُسکے رسول ہین
اور نماز قائم کر اور زکوۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ شریف کا حج کر اگر تجھے اُسکا سامان ہوجائے -
اُسنے کہا آپ سچ کہتے ہین - حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ہملوگون کو تعجب ہوا کہ خود پوچھتا ہی
اور خود ہی تصدیق کرتا ہی - پھر اُسنے کہا کہ مجھے ایمان سے خبردار کیجیے آپنے فرمایا کہ ایمان یہ ہی کہ تو ایمان لاوے
اللہ پر اور اُسکے ملائکہ پر اور اُسکی کتابون پر اور اُسکے پیغمبرون پر اور قیامت کے دن پر اور ہر نیکی اور بدی کی تقدیر پر
یعنی اُن چیزون کو بصدق دل سچ سمجھے - اُسنے کہا آپ یہ سچ فرماتے ہین - پھر اُسنے کہا مجھے احسان بتلائیے
احسان کیا چیز ہی آپنے فرمایا احسان یہ ہی کہ تو اللہ کی عبادت اِسطور سے کر کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہی اور یہ نہو سکے
تو یہی تصور کر کہ اللہ تعالی مجھے دیکھ رہا ہی - پھر اُس شخص نے قیامت اور اُسکی علامت پوچھی اور جب آپ نے
علامت بتادی تو وہ چلا گیا اور معلوم ہوا کہ وہ حضرت جبرئیل تھے تعلیم دینے کے لیے آئے تھے - اس
روایت مین اسلام کا سوال ایمان سے مقدم ہی مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری جگہ جو ابوہریرہؓ سے روایت
کی ہی اسمین ایمان کا سوال مقدم ہی اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یون ہی روایت ہی

كَمَا فِي عُقُوْدِ الْجَوَاهِرِ الْمُنِيْفَةِ اور میرے فہم مین اسی کو ترجیح ہی۔

یہ سوال و جواب حقیقت علوم ثلثہ کا بیان ہی جو اس امت مین تا قیامت باقی رہین گے اول علم ایمان جسمین اللہ تعالی کی ذات و صفات و ملائکہ و رسالت و قدر وغیرہ کی بحثین ہین۔ دوسرا اسلام جسمین صوم و صلوۃ و حج وغیرہ کے مباحث ہین۔ تیسرا احسان جسمین اللہ تعالی کی معیت و خشوع و خضوع کا مذکور ہی۔ یہ علوم حضرت خود دولت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اونکے صحابہ و تابعین (رضی اللہ عنہم) تک تو محض زبانی و روحانی طور سے رہا مگر دوسری صدی سے اسکے تحفظ کا عام خیال پیدا ہوا اور علوم و فنون کی کتابین مدون ہونے لگین اور علم ایمان کا نام کلام و عقائد اور مسائل عبادات کا نام فقہ اور مسائل احسان کا نام تصوف مشہور ہوا۔ اور ماخذ اصلی ان سب علوم کا وہی قرآن و حدیث ہی۔

پھر جب زمانے نے اور بھی رنگ بدلا اور فلسفے نے اپنا علم نصب کیا اور اپنی جماعت مین سے معتزلہ و جبریہ و قدریہ پیدا ہوئے اور اُدھر مخالفین اسلام نے بھی علمی حملے شروع کیے۔ تو اہل عقائد کو ضرور ہوا کہ بمضمون وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اپنے عقائد کو دلیلون سے مضبوط کرین اور مخالفین کے شبہات کو انھین کے مسلمات سے دفع کرین پس اس زمانے سے علم عقائد مین مسائل وجوب و امکان و حدوث و قدم و عینیت و غیریت صفات و اثبات جزو لا یتجزی و اثبات معجزات بدلائل و براہین و غیر ذلک من المباحث اضافہ کیا گیا رفتہ رفتہ مثل تجرید و شرح تجرید و عضدیہ و شرح مقاصد و موقف و نسفیہ وغیرہا کے ایک نئے انداز کی کتابین تالیف ہو گئین ان کتابون کو تھوڑا قبل کی کتابون سے ملاؤ مثلاً فقہ اکبر و قواعد العقائد و عقیدہ شہابیہ تو اونکو دوسری ہی شی پاؤ گے۔*

وعلی ہذا القیاس جب فقہا نے دیکھا کہ سمجھ لوگونکی خراب ہو چلی اور احادیث نبوی ضعیف و موضوع و منکر

* علامہ ابن خلدون کے مقدمے سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ فرق مخالفین کی تردید اور عقائد کے مسائل کو بدلائل عقلیہ منضبط کرنا پہلے امام ابو الحسن اشعری نے کیا اسکے بعد قاضی ابو بکر باقلانی امام الحرمین نے اس رنگ کو اور بھی پختہ کیا پھر منطق و فلسفہ کی جب زیادہ اشاعت ہوئی تو امام غزالی رح نے اسکی تردید شروع کی اور تہافۃ الفلاسفہ وغیرہ لکھا پھر امام ابن الخطیب اور اکابر علما نے عقائد مین اسی نہج کو اختیار کیا مگر اصل وہی ارشاد امام باقلانی کی ہی۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ علمہ اللہ تعالی

ومعلل وشاذ ہر قسم کے شائع وذائع ہین توان لوگون نے بھی اپنے خیالات کو تھوڑی وسعت دیکر احادیث کے لیے کچھ
قواعد مقرر کرکے حسن وصحیح کو پرکھکر اس سے مسائل عبادات ومعاملات مستخرج کیے تاکہ زمانے کے لوگونکو عمل
درآمد مین سہولت ہو۔ امام شافعیؒ نے اُمؔ امام محمدؒ وابویوسفؒ نے امالی وآثار وجامع صغیر وحجج وغیرہ وغیرہ تالیف کین
پھر زمانے کی ضرورتین جیون جیون بڑہتی گئین فقہی تالیفات کا انداز بھی اسیطرح بدلتا رہا یہانتک کہ اقناع وقدوری
وہدایہ۔ اور رد المحتار ودر المختار وفتح المعین وفتاوی ہندیہ وغیر ذلک مدوّن ہو گئین ان کتابون کے انداز کو جامع صغیر
ہی سے ملالو آسمان وزمین کا فرق پاؤگے۔ اور علی ہذا القیاس حضرات اہل احسان یعنی صوفیۂ کرام نے بھی
قرن اول کے کچھ تھوڑے ہی دنون بعد دیکھا کہ اب قلوب مین رقت بہت کم ہو گئی اور طرح طرح کے آزادانہ
خیالات پیدا ہونے لگے جناب باری کی معیت اور حضور کا دھیان اب بہت کم ہو گیا اور خشوع وخضوع وذوق
وشوق ومواجید توحیدیہ مفقود ہونے لگے توان لوگون نے محض صحبت وارادت سے کشود کار محال سمجھکر بضرورت
زمانہ ایک نیا انداز پیدا کیا یعنی پہلے تو قرآن وحدیث سے کتاب الزہد والرقاق کو جمع کیا مثل کتاب الزہد عبد اللہ
بن مبارک واحمد بن حنبل وغیرہما پھر اسکے اس اجمال کی تفصیل مین کتابین لکھین اور مقامات صبر ورضا
وزہد وشکر وتوبہ وخوف ورجا وفقر وتوکل ومحبت وذوق وشوق ومعارف توحید وتجلیات کو بشرح
وبسط لکھا رسالۂ قشیریہ وقوت القلوب واحیاء العلوم وفتوح الغیب وآداب المریدین وعوارف وغیر ذلک حجیم
وطویل مؤلفات طیار ہو گئے پھر بضرورت زمانہ کچھ نہ کچھ اور بھی مضامین داخل خارج ہوتے رہے مکتوبات ملفوظات
کا اک نیا سلسلہ قائم ہو گیا اب دور بجاؤ ذرا ان مکتوبات وملفوظات کو فتوح الغیب واحیا سے ملالو پھر انصاف
کرو کہ کیا نسبت ہی حضرت مجھ سا اناڑی بھی تو بول اٹھیگا ع این زمین را آسمانی دیگر ست
مگر یاہر فن یہ ضرور کہین گے ہان فرق تو بہت ہی مگر زمانے کی ضرورت اسکی مقتضی تھی بیشک ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔
اور ان تینون حضرات متکلم وفقیہ وصوفی کو علوم الٰہیہ کی ضرورتین بھی وقتاً فوقتاً مختلف نہجون سے
پڑتی رہین اہل کلام نے منطق وریاضی وفلسفہ وحکمت مروجہ زمانہ سے ذوق پیدا کیا۔ فقہا نے محاورات

قرآنی وحدیثی کے سمجھنے کے لیے صرف و نحو و بلاغت و معانی و ماضاہا کو اختیار کیا پھر اس سے اضافات
و دلالات و امر و نہی و غیر ذلک مباحث کو انتخاب کر کے اسکا اصول فقہ نام رکھا اور صوفیہ نے بھی عملی طور سے
جلسات و خلوات و حبس نفس و لحاظ نفوس داخلی و خارجی وغیرہ وغیرہ کی مشاقی کی وریہی انکے علوم الہیہ
ٹھیرے اور یہ علوم الہیہ بھی جو بطور خدام کے ہین اپنے مخدوموں کی اتباع مین بضرورت زمانہ مختلف رنگون
مین رنگے جاتے ہین ان غریبونکو بھی ایک طور سے قرار نرہا۔ مدارس جہان علوم و فنون پڑھائے جاتے
تھے وہ بھی ایک سلسلے کے مدت تک پابند رہے سو پچاس برس کے بعد ضرور ایک نئی اپچ پیدا ہو جاتی تھی
اگلے سلسلۂ علمی کو تاریخون مین پڑھو پھر آخری سلسلۂ درس نظامی کو دیکھو شتان بینہما اور اوسپر طرفہ یہ ہی کہ اگرچہ
اوسکو حضرات درس نظامی نام رکھتے ہین مگر بیسیون کتابین ایسی اضافہ ہوئی گئین جسکی اس سلسلے کے موجد
حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ کو بھی خبر نہ تھی مثلاً حمد اللہ قاضی غلام یحییٰ ملا حسن ہدیہ سعیدیہ وغیر ذلک
اسپر طرفہ تماشا یہ ہی کہ بعض علما اسکو بھی ایک نظم مذہبی تصور کرتے ہین اور نہ معلوم اس درس نظامی کا
کیا مطلب سمجھتے ہین ہمارے ایک دوست مولوی نے میری انجمن کے خط کے جواب مین لکھا کہ ہان ہمارے مدرسے کا
نصاب وہی نصاب ہی جو دو سو برس سے ہندوستان کے علما کا مقبول ہی جسکو لوگ درس نظامیہ کہتے ہین۔
مجھے اونکی اوس تحریر پر سخت ہنسی آئی کہ اس غریب ملا کو یہ بھی معلوم نہین کہ حضرت مولانا نظام الدین
صاحب کو کتنا زمانہ گذرا اور اوس درس کے سلسلے مین وہ کتابین ہین جنکو تالیف ہوئے ابھی ڈیڑھ سو برس
بھی نہین گذرے میر غلام علی آزاد سبحۃ المرجان مین فرماتے ہین کہ ملا نظام الدین علیہ الرحمہ نے ۱۱۶۱ھ
مین انتقال† فرمایا۔ بات کہان سے کہان پہونچگئی۔

اب مین عرض کیا چاہتا ہون کہ یہ تقریر جسمین اگلے زمانے کے علمی ہیر و جزر سے ہمنے خبر دی ہی

† مقصد یہ ہی کہ ملا صاحب کو تو انتقال کیے ڈیڑھ سو برس سے زائد ہوئے اور سلسلۂ درس مین بعض ایسی کتابین ہین کہ اونھین تصنیف ہوئے بھی ڈیڑھ سو برس نہین ہوئے پھر وہ کتابین درس نظامی مین کیسے ہو سکتی ہین ۱۲؛

آپ بزرگون کے نزدیک صحیح ہی یا نہین میرا جہانتک خیال ہی ایسے تاریخی واقعات کو کوئی جھٹلا نہین سکتا
پھر فرمائیے کہ ہمکو اس زمانے کی ضرورتون کا بھی خیال کرنا ضروری ہی یا نہین۔
شاید یہ ضرورتین آپ بزرگون کے فہم مین پوری طرح نہین آئین۔ مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ سب سے پہلے
اور نوخیزون سے کہین آگے آپ بدگمان ہوجاتے اور علوم الہیہ وغیرہ سب ایک نئے ڈھنگ کے ہوجاتے کیونکہ مین جانتا ہون
کہ غل غپاڑا ہم نئے لوگون مین بہت ہی مگر اصلی مذہبی جوش اور سچی بہی خواہی آپ ہی بزرگون کو ہی۔ آپ ہی
لوگون کی صلاح اور تقوی و خلوص نیت و برکت کی ظل گستری نے ہم لوگون کو مہالک زندقہ والحاد سے بچایا ہی۔
ورنہ نیچریت کا سبز باغ دیکھکر ہم کب کے ادھر اودھر ہوگئے ہوتے۔ اَللّٰھُمَّ احفظنا فلا تزغ قلوبنا بعد
اذ ھدیتنا اب زمانے کی علمی ضرورتون پر تھوڑا غور فرمائیے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ یونانی فلسفہ دنیا مین
تسلیم کر لیا گیا۔ ہر سوسائیٹیون کا وہی دستورالعمل۔ تمام مباحث علمیہ کا اوسی پر مدار رہتا۔ ہمارے
اسلام کے مقدس بزرگون نے بھی اسکو عربی مین ترجمہ کیا پھر اسکے اصول و فروع پر جرحین کین۔ اعتراضات کی
بوچھاڑ سے اسکے معتقدین کو گھبرا دیا مخالفین جو قدم عالم کے قائل تھے ہمارے حشر و نشر کے عقیدے پر معترض ہوئے
ہمارے بزرگون نے انھین کے اصول سے حدوث عالم و جزء لایتجزی وغیرہ ثابت کیا۔ ابن کمونہ وغیرہ کا توحید کلیہ پر
اعتراض جو تھا اسکا کافی جواب دیا گیا۔ معراج پر اوس زمانے کے فلسفے کے بموجب خرق و التیام کا بڑا شبہہ تھا۔ ہمارے
علما اسکے جواب سے بھی نہ چوکے اور انھین کے اصطلاحات و اصول سے انکو معقول کرتے آئے۔ امام رازی کی تفسیر اور شرح اشارات
اور امام غزالی کی تہافۃ الفلاسفہ ایسے مسائل سے مملو ہین اور آپ لوگ اس سے خوب واقف ہین۔
حضرات! اسیطرح اس زمانے مین فلسفے نے ایک دوسری کروٹ لی ہی جو اگلے زمانے کے فلسفے سے بہت کچھ فرق
رکھتا ہی۔ اور جیسے زمانۂ پیشین مین مشائین کا فلسفہ شہرۂ آفاق تھا۔ اب یورپ کا فلسفہ اور علم تمام دنیا مین دائر و سائر
ہی۔ اور طرح طرح کے علوم و فنون نئے پیدا ہوئے مثلاً اصول گہرا و ٹیشن علم جیالوجی وغیرہ وغیرہ۔ اب علوم نے
نیا زہر یہ اگلا کہ آسمان کا وجود ہی نہین۔ زمین بھی ایک سیارہ ہی سورج کے گرد دورہ کیا کرتی ہی وغیرہ ذلک۔ اب

ان اصول پر اسلامی عقائد و مسائل پر حملے شروع ہوے۔ علم جغرافیہ نے ثابت کر دیا ہی کہ زمین کروی ہی مسطح نہین اب اس قاعدے کے مطابق قرآنی الفاظ پر اعتراض ہونے لگے۔ ہماری جماعت کسی اعتراض کے جواب سے عاجز نہین ضرور اسکا جواب دیتی ہی اور ہمارے معتقدین اصول موضوعہ کیطرح اسکو تسلیم بھی کر لیتے ہین مگر مخالفین اسپر قہقہہ لگاتے ہین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ وہ صدر الشمس بازغہ کی اصطلاح کو نہین سمجھتے اور نہ ہم میگن اور آئزک نیوٹن کے اصطلاحات سے واقف مصرع سوال از آسمان باشد جواب از ریسمان آید کا مضمون ہو جاتا ہی۔ اور اسپر طرہ یہ ہی کہ قاموس و صحاح جوہری بھی معترضون کو حفظ نہین۔

ہملوگون نے آپ حضرات سے شرح چغمینی و تصریح وغیرہ پڑھی ہین جسمین علم جغرافیہ کے مباحث بھی پڑھے ہین اوس زمانے کے خیال کے مطابق ربع مسکون سات اقلیمون پر منقسم تھا۔ اور جسمین کوہ الوند جو ایران کا ایک پہاڑ ہی دنیا مین سب سے بڑا پہاڑ قرار دیا گیا تھا۔ اب اس زمانے کے جغرافیے ان سب خیالونکا ناس کر دیا۔ ایک دوسری طرف بھی آباد اور مردم خیز نکلی جسکو امریکہ کہتے ہین۔ اور اس سات کی چار تقسیمین ہو گئین۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ اوشنیا۔ کوہ الوند کا ذکر کسی اسکولی لونڈے سے بھی ہم کرین۔ تو وہ پاگل خانے جانے کے قابل سمجھے۔ اب تو ہمالہ سب سے بڑا پہاڑ سمجھا جاتا ہی۔ الغرض دنیا کا ایک نیا انداز ہو گیا ہی بخدا لا یزال غیر قومون کے سامنے مجھے تفاسیر و قصص کے مقدس حکایات و امثال بیان کرتے بھی شرم آتی ہی۔ ہماری اکثر کتابونمین اُس زمانے کے خیالات کے بموجب صدہا قصص و حکایات بھرے ہوئے ہین جنپر آج مخالفین اسلام برہمو سماج آریہ۔ عیسائی۔ نیچری۔ قہقہہ لگاتے ہین مگر ہم لوگون نے دوسری گلستان پڑھی نہین خواہ مخواہ انھین بیانات سے مجبور ہو جاتے ہین۔ ایک صاحب نے اپنے پُر اثر وعظ مین ایک حکایت کا ذکر کیا کہ کسی بزرگ کا جہاز گھوڑمونہون کے جزیرے مین جا پڑا اُن لوگونکا اور جسم تو آدمی کا سا ہی مگر مُنہ گھوڑیکا سا الخ اس جملے پر اوس جلسے کے حاضرین جو نئے علوم کے تعلیم یافتہ تھے حضرت کے مُنہ کو دیکھنے لگے اور نہایت متحیر تھے۔ در حقیقت وہ بزرگ اپنے اس اظہار حال پر مجبور تھے ہماری صدہا کتابونمین ایسے قصص لکھے ہوئے ہین جنکو اس زمانے کے تجربے نے غلط ثابت کر دیا ہی۔

حضرات فسانہ تو تمام ہی نہین ہوتا مگر انصاف کا مقام ہی کہ ایسی نزک حالت بلکہ نزع کی حالت مین کوئی اصلاح
چاہیے یا نہین اور زمانے کی ضرورت کے لحاظ سے کچھ بدلنا چاہیے یا نہین؟ ضرور اصلاح درکار ہی ورنہ الحاد و زندقہ
دیکھیے وہ سامنے آگیا اور ہمارے ضعفا کو کشان کشان لیے جاتا ہی فصبر جمیل اور بہر خدا جلد خبر لیجیے عیسائی و
آریہ و برہمو و نیچریہ کے اعتراضات کے حملون نے بہت سے مسلمانون کو پامال کردیا۔ یا عباد اللہ اعینونی سے
یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ اَعِیْنُوْنِیْ۔ اِسْتَغِیْثُوْا الْعَاجِزَ الْمُضْطَرَّ شَمِّرُوْا اَذْیَالَکُمْ اِلَی الْمَدَدِ مقدسین
علما یہ بھی خیال شریف مین ہے کہ ان نئے علوم و اصطلاحات مغربیہ کی فقط متکلمین و واعظین ہی کو ضرورت نہین بلکہ انکے
بغیر ہماری فقہ وغیرہ بھی بالکل ناقص ہو رہی ہی صدہا چیزین ضرورت زمانہ کی وجہ سے ایسی نئی پیدا ہو گئی ہین
جنکے مسائل فقہیہ حلت و حرمت و جواز و ناجواز کے فتاوی مین داخل کرنا چاہیے اور بیکار باتین جنکی اب ضرورت نہین
انکو خارج کرنا چاہیے۔ مثلاً منی آرڈر۔ نوٹ کرنسی۔ پرامیسری۔ الکحال۔ اسپرٹ۔ وارنش۔ وغیرہ وغیرہ کی
حلت و حرمت مین ابواب فقہیہ قائم کرنا چاہیے عوام و خواص کو ان مسائل مین بڑی دقت ہوتی ہی۔
ایک زمانہ وہ تھا کہ بلغار مین نماز عشا و صبح پڑھنیکی بحث فقہ کی کتابون مین لکھی جاتی تھی۔ اب اوسکی جگہ
آئس لینڈ جہان چھ مہینے تک آفتاب نہین دکھائی دیتا ہی وہان کے صوم و صلوۃ کے مسائل قلمبند کرنا چاہیے موجودہ
جہازون کے مسافرون کو جہاز پر نماز کی جو دقتین پیش آتی ہین اور طہارت وغیرہ بالکل ٹھیک نہین رہتی اسکے مسائل
کی تنقیح ضرور ہی۔ فقہ کی کتابون مین جہان بَابُ السَّفَاتِجِ وَالصُّکُوْکِ ہی بَابُ الْمَنِیْ آرْڈَرِ وَالنُّوْٹِ
قائم کرنا چاہیے پھر اسکے مسائل فَاِنْ کَانَ کَرَنْسِیًّا فَحُکْمُہٗ کَذَا وَاَمَّا الْپَرَامِیْسَرِیْ وَالَّذِیْ
حَصَلُوْہُ مِنْ بَنْکِ الْبَنْگَالِ عِوَضَ الرِّبٰوِیِّ وَالْکِنْیِّ فَحُکْمُہٗ کَذَا اس طور سے لکھنا چاہیے۔ علیٰ ہذا القیاس
ہدایہ وغیرہ مین جو کتاب الاشربہ مین شراب مثلث وغیرہ کا ذکر ہی اب کوئی بھی اسکا استعمال نہین کرتا فقط مفہوم ہی مفہوم ہی
اور علیٰ ہذا القیاس اناج کی شرابونکو جو لکھا ہی مَا یُوْخَذُ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِیْرِ وَالذُّرَّةِ الخ ایسی

+ میری غرض یہ نہین ہی کہ اگلی کتابون مین ردو بدل کیجاے۔ حاشا و کلا بلکہ یہ غرض ہی کہ اب نئی کتابین اسی نہج کی تالیف کیجائین ۱۲

زمانے کے میخوار ایسی شراب نہین پیتے۔ بلکہ عوام تو ٹھرے کی پیتے ہین اور امرائی قسمونکی شرابین* پیتے ہین اب جو
فقہ کی کتاب لکھی جائے اسمین کتاب الاشربہ یون لکھا جائے وَمَا يُتَّخَذُ مِنَ الْعِنَبِ عَلَىٰ أَقْسَامٍ
مِنْهَا مَا يَكُوْنُ قَلِيْلَ السُّكْرِ وَكَثِيْرَ السُّرُوْرِ يُقَالُ لَهٗ پورٹ وائین وَلَوْنُهٗ أَحْمَرُ
وَمِنْهَا مَا يَشْتَدُّ غَلَيَانُهٗ وَيَفُوْرُ يُقَالُ لَهٗ برانڈی و ایکشن نمبرون
وَيَكُوْنُ أَبْيَضَ فَحُكْمُهٗ كَذَا وَكَذٰلِكَ شمپین و الرم و اسپرٹ
وائین و البیر وَمَا يُمَاثِلُهٗ۔ وعلی ہذا القیاس حظر واباحۃ مین آمشمس آب مسخن وغیرہ کی جگہ
پرسوڈا واٹر لمینڈ جنجر واٹر کے مسائل لکھنا چاہیے۔ بے ضرورت مسائل کے مطارحات اور ضروری مسائل کا فروگذاشت
انصاف و دیانت کے محض خلاف ہی اسپرٹ کی حلت وحرمت کا مسالہ درحقیقت آجتک طی نہین ہوا حضرات مجھے
ہومیوپیتھک دواکا بڑا شوق تھا اور صدہا روپیہ اسکے تجربے مین مینے خرچ کیا مگر اسکی ساری دوائین بغیر اسپرٹ
والکہال کے قابل استعمال نہین ہوسکتین اسٹرانگ مدر ٹنیچر اکلا مستعمل نہین مجھے اسپرٹ کی حلت مین شک واقع ہوا
مین نے اپنے استاد مولانا عبد الحی علیہ الرحمہ کے حضور مین استفتا کیا جواب تو آیا مگر اس سے تشفی بالکل نہین ہوئی تب
مین نے اپنے شیخ الحدیث جناب مخدومی مولوی سید نظیر حسین صاحب محدث دہلوی کی خدمت مین ایک عریضہ لکھا وہان سے
بھی وہی غیر کافی جواب آیا پھر آخر مینے خود تحقیقات شروع کی پہلے اسپرٹ کی ماہیت دریافت کرنیکے لیے فارمیشی
مٹریا میڈیکا وغیرہ بغور دیکھا پھر اسکے مرکبات یعنی کمپونڈ کی حسی تجربیات کو دیکھا میری سمجھ مین حرمت کسی طرح نہین آئی
پھر بھی مجھے مجرد اپنی رائے پر وثوق نہوا اور احتیاط نے ایسا مجبور کیا کہ میرا ہومیوپیتھک ڈیس جٹ بالکل
مجھسے علیحدہ ہوگیا اور آج سات برس ہوئے کہ مجھے ان دواون کے علاج ومعالجہ سے بالکل بیسروکاری ہی۔

* ہمارے زمانے کے علما شاید یہ کہین کہ ایسی ناپاک شی کے انواع وکیفیات کے درپے ہونا علم تقدس کے خلاف ہی۔ تو نعوذ باللہ ہمارے حضرت امام ابو حنیفہ
وامام محمد وامام ابو یوسف رحمہم اللہ کے اوپر بھی شبہہ ہوسکتا ہی حالانکہ ان بزرگونکی تفتیش نے ہم لوگون کو بہت فائدہ مند کیا ۱۲۔
** یہ ایک کتاب کا نام ہی اسمین ہر ایک شی کی جدا جدا ماہیت اور اسکے ملانیکی ترکیب ہی ۱۲

میرا ذاتی نقصان تو اسمین چندان نہوا اور کوئی دل لگی کا مشغلہ نکل آیا مگر میرے وطن کے غربا بلکہ متوسط درجے کے لوگونکو بہت نقصان عظیم اوٹھانا پڑا وہ لوگ مدتون سے اس مفت والے کے عادی تھے۔ اب فرمایئے یہ نقصان کسکے تغافل سے ہوا ویسے ہی تغافل سے ہم لوگون نے جب اسپرٹ والکہال نام سنا تو متحیر ہوگئے کہ یہ کیا بلا ہی معتمد کسی مستفتی نے اسکے معنی بھی روح شراب جوہر شراب بتلا دیے تو پھر یہ بزرگان درمختار و عالمگیری سے باہر تحقیقات کے لیے ذرا نکلے بھی تو تحفۃ المومنین و مخزن الادویہ کے میدانو مین جا پڑے اور آخران چیزونکا سراغ نہ لگا مجبورا فتوی ایسی حضرات اب ایسے تغافل کا وقت نہین ع جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا ٭ ٹیلیگراف و ٹیلیفون کے شرعی اعتبار کا مسئلہ ہنوز محقق نہین ہوا۔ ہمارے جناب مکرم و استاد معظم حضرت مولانا عبد الحی رح کے مجموعہ فتاوی مین دو تحریرین اس مسلے کے متعلق میری نظر سے گذری ہین پہلی تحریر سے تو تار کی خبرین بالکل بے اعتبار ثابت ہوتی ہین مگر دوسری تحریر سے پھر فی الجملہ اسکا اعتبار بھی معلوم ہوتا ہی۔ علماء دہلی و سہارنپور کا قول فیصل اس مادہ مین سننا نہ گیا۔ ہان بھوپال کے ایک محقق عالم نے بڑی پر زور تقریر اس مسلے مین کی ہی۔ ضرورت زمانہ سے ناواقف ہونیکی ایک وجہ اور بھی ہی کہ ہم لوگ کبھی اخبار وغیرہ نہین پڑھتے اور دنیا کے ملکی معاملات سے بالکل بیخبر رہتے ہین۔ ملکی معاملات سے میری غرض پولیٹیشن امور نہین ہین ان باتون سے ہمین کیا سروکار ع رموز مملکت خویش خسروان دانند ٭ غرض میری عام روسا اور تعدد علل و تبدیل ہیئت ہی نتیجہ اس بیخبری کا یہ ہی کہ دنیا مین مسلمانونکو خوشیان ہون۔ ہم اسکے شریک نہین انکی مصیبت ہو ہم انکے لیے دست بدعا بھی نہون۔ اسلام کہان کہان ترقی کر رہا ہی اور کس کس جگہ بیکسی و غربت مین ہی۔ اس سے ہمین کچھ کام نہی ہان خطبہ مین نہایت پرجوش الفاظ مین حضرت سلطان ابن السلطان و الخاقان ابن الخاقان خلد اللہ ملکہ پڑھنے کو موجود مگر نہ اس سلطان غریب کی حالت معلوم ہونے سے واقفیت اور نہ اسکے ملک کے آرام و راحت سے آگہی۔ اور اگر کچھ خبر پہونچی بھی تو فلان حاجی صاحب کے ذریعے سے اور انھون نے بیت المقدس کے ایک شخص سے سنا ؎ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ٭ دنیا کا روزنامچہ رائٹر کی ٹیلیگراف پر ہی

+ محکمہ تار کے ایک بہت بڑے افسر کا نام ہی ۱۲

لیکن ہم ابھی غافل ہی بیٹھے ہین - اخبارات کے دیکھنے سے یہ بات بھی معلوم ہوتی رہتی ہی کہ دنیا مین کس کس قوم کا
دل اسلامی بادے کی قبولیت رکھتا ہی - اور کون سی قوم اسلام سے زیادہ تر نفور ہی - ان خبرون سے حامیان دین چار
قدم آگے ہو کر اپنے جوہر زبان کی چکاچوند بخوبی دکھلا سکتے ہین - اور تھوڑی محنت مین اغیار کو یار بنا سکتے ہین -
مگر افسوس صد افسوس کہ آجتک یہ کام ہمسے کبھی انجام نہ پایا ہے ؎ ہر غنچہ شگفت لا دل من * ای وا دل من ای دل من
اسوقت اتنے علما موجود ہین مگر انمین بہت اقل قلیل چکاگو کے واقعے سے واقف ہونگے حالانکہ یہ
وہ واقعہ ہی کہ جسمین اسلامی بول بالا رہا اور اوسکی مبارکباد ہمارے آپس مین ہونی چاہیے تھی - تفصیل اس اجمال
کی یہ ہی کہ تعلیم یافتہ ملکون مین اگزیبیشن (یعنی نمائشگاہ) قائم ہوا کرتی ہی ہر جگہ ایک نئی اپج ہوتی ہی کلکتے مین کچھ
اور ہی طور تھا - فرانس مین کچھ اور ہی رنگ تھا - اس سال شرقی تعلیم یافتون نے اپنے ملک کے چکاگو نامے شہر مین
مذہبی نمایش کی تھی - اسکے اشتہارات چھ مہینے قبل سے اخبارون مین شائع تھے - اس نمایش مین ہر مذہب والا
اپنے مذہب کی خوبیان دکھلاتا تھا - اور اونکو بدلائل و براہین ثابت کرتا تھا - آریہ و برہمو سماج سب کے وکیل وہان
جا دھمکے - مگر اس غریب اسلام کیطرف سے عرب و عجم و روم و شام و ہند وغیرہ سے کسی نے ادھر قدم بھی نہ بڑھایا مگر خدا اپنے
دین کا آپ محافظ ہی ع مردی از غیب برون آید و کاری بکند * ایک شخص اسلام کا وکیل بھی بنکر جا کھڑا ہوا - اور
اسلامی سچے اصول اور اس پاک دین کی بھلائیان ایسی دکھلائین کہ اسوقت تمام بے تعصب عقلا نے انکو تسلیم
کرلیا - تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا کا نمونہ بن گیا -

اور سنیے یورپ مین ایک حکیمانہ خیال کا فرقہ پیدا ہوا ہی - اسکے نزدیک جو چیز مشاعر حسیہ سے باہر ہی
قابل تسلیم نہین - گویا لاادری فرقے والونکی یہ دوسری قسم ہی مگر اس فرقے کی علمی قوت کو تو ملاحظہ فرمائیے - یورپ کے بڑے بڑے
فلاسفرونکو پیچھے ہٹا دیا - اب اسکا مرد میدان وہان کوئی دکھائی نہین پڑتا - ہمارے ایک عزیز مولوی عبد الحکیم صاحب
بی - اے - رئیس نگرہٹہ اپنے لکچر مین فرماتے ہین - کہ اب اس آزاد فرقے کو اسلام ہی سے مڈھ بھیڑ باقی ہی شام
صبح مین وہ بھی ہوا چاہتی ہی - پھر وہ کہتے ہین کہ اسوقت اسلام کو نئے غزالی کی ضرورت ہی امام غزالی

اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہما کے نام ایسے موقعون پر اسلیے لیے جاتے ہین کہ یہ بزرگان زمانہ کی ضرورتون سے واقف تھے - اور پھر مخالف کو اُسیکے خیالات واہیہ سے معقول کرتے تھے"

بیشک میرے لائق عزیز کا فرمانا بہت ہی درست ہی اور مین بھی حسرت سے کہ رہا ہون - کہ اسلام بہت ہی پُر درد آواز سے فریاد کر رہا ہی - هَلْ مِنْ مُغِيثٍ يُغِيثُنَا وَهَلْ مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ غُرَبَائِنَا -

شاید آپ لوگون کو یہ خیال ہو کہ اگلے زمانے مین اخبارات کہان تھے - اور علما ایسی خبرون کے کب جویا رہتے تھے - تو حضرت سنیے اگلے زمانے مین علما کو ایسی خبرون کی جویائی کی ضرورت ہی نہ تھی - وہ زمانہ اسلامی سلطنت کا تھا - سلطنت کے ذریعے سے بلا تجسس گھر بیٹھے بٹھائے ایسے نادر وقائع ورزایا انھین پونہچا کرتے تھے - اور سلطنت ایسی باتون کی کفیل تھی - اب وہ اسلامی سلطنت کہان اب تو سارا بار ہماری ہی گردن پر ہے اور سب کچھ ہم ہی کو بننا ہوتا ہی ؎ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ * خود بر سر آن کوزہ خریدار بر آمد * مگر اوس زمانے کے علماے کرام کو عموماً ہر ملک کے مسلمانون کے ساتھ کافی ہمدردی تھی - انکی شادی و غمی مین اپنے کو شریک کرتے تھے - چنگیز خان اور ہلاکو نے جب خوارزم - سمرقند - بخارا کو برباد کیا اور وہان مسلمانون پر جو مصیبت گذری اوسکا صدمہ ورنج دہلی کے در و دیوار سے ظاہر ہوتا تھا - ہندوستان کے علماے وقت نے وہ حسرت ظاہر کی کہ گویا انھین کے سر پر یہ مصیبت آئی اور سچی بات بھی یہی تھی - حضرت بابا فرید گنج شکر و سلطان المشایخ نظام الدین اولیا رحمہما اللہ کی مقدس خانقاہ مین ایسی خبرون سے ماتم سرا بنجاتی تھین ان بزرگون کے ملفوظات دیکھیے تو معلوم ہو جائے کہ کسقدر مظلومان حملہ تتاریان حضرات کے یہان ہمدردی ظاہر کیجاتی تھی - حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ عزلت نشین و گوشہ گزین ہو چکے تھے - مگر جب بغداد کی بربادی کی خبر آئی چپکا نہ رہا گیا - انکی فریاد و فغان نے تمام شیراز کو ماتم سرا بنا دیا - ایکمرثیہ تو عربی زبان مین لکھا اور دوسرا فارسی زبان مین اسکے پر درد و حسرتناک مضامین کو کیا عرض کرون

دیکھنے ہی سے تعلق ہی یہ دو شعر فارسی کے مجھے یاد آگئے ہین ؎

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین	بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
ای محمد گر قیامت سر برون آری ز خاک	سر برآور وین قیامت در میان خلق بین

ابن اثیر جزری صاحب اسد الغابہ و تاریخ کامل بھی اسوقت دمشق مین موجود تھے۔ مگر وسط ایشیا کے مصیبت زدون کی خبرون کے جویا رہتے تھے۔ تاریخ کامل ملاحظہ فرمایئے۔ آخر جلد مین اس واقعے سے انکی پریشانی دیکھ لیجیے۔ فقط سمرقند کی خبرین سننے کیواسطے وہ مختلف جگھونمین پھرتے تھے۔ اور بڑی بڑی طولانی دعائین وہان کے باشندونکی خیریت کے لیے مانگا کرتے تھے۔ یہ اگلے زمانے کے علما و عرفا و محدثین کا حال ہی۔ اب ہم اپنے زمانے کے علما کے حال کا موازنہ کرین۔ واللہ سبع عرض شعیرہ (یعنے جو کی چوڑائی کا ساتوان حصہ) کی نسبت بھی نہین۔

اس تیرھوین پچھلی صدی مین کیا کیا کچھ یہان مسلمانون پر نہ گذرا۔ انکی عبادت گاہین خراب کی گئین کتب خانے لوٹے گئے۔ اور کیا کیا مصیبتین پیش نہ آئین۔ مگر ہم نہین جانتے کہ ہمارے علما کی جماعت مین سے کسی بزرگ نے تاریخی واقعات کے طور پر بھی کچھ اسکو کہین قلمبند کیا ہو مرثیہ لکھنا تو بڑی بات ہی۔ اب زیادہ تفصیل اسکی ہم نہین چاہتے اصل مطلب میرا یہ ہی کہ علما کو وقائع و اخبارات سے تعلق ضروری ہی ورنہ کبھی ہمدردی کا مادہ پیدا نہو گا۔

پنجاب فرخ سیر کے زمانے سے ابتداے انگریزی تک مسلمانونکا قتل گاہ عام تھا۔ سکھونے ہماری مسجدین لوٹین۔ کتابین جلائین۔ مدتون مساجدین بول و براز کیا۔ اور گھوڑونکا اصطبل بنایا۔ مقابر اور خانقاہین توڑی گئین۔ سامانہ۔ سنام۔ سادھورہ کے سادات کے گھر جلائے گئے۔ سرہند شریف کے پیرزادے کس بے بسی سے جلا وطن ہوئے ؎

لقد قام علی الفنجاب ناعیھا	فلیبکھا نحس اب الدھر باکیھا

مگر ہندوستان کے شرقی حصے مین اسکا کیا اثر تھا۔ اور ہمارے علما نے جو آپکی ہمدردی کی وہ ظاہر ہی۔ کسی عالم نے اس مصیبت کی داستانون کو کہین قلمبند بھی تو نہین کیا

اور زیادہ کیا کرتے ۔عجائب المقدور دلچسپی کے ساتھ ہم پڑھیں اور پڑھائیں ۔اور گھر کے وقائع کی خبر نہو۔ ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۔

ضرورت زمانہ سے ناواقف ہونیکی ایک وجہ یہ بھی ہی کہ ہماری جماعت سے سیر و سیاحت بالکل مفقود ہی ۔اور جیسا ذہن کو جمود ہی ویسا ہی جسم بھی ایک طرح عظیم ہو گیا ہی ۔درسی کتابیں پڑھکر ایک گوشے مین بیٹھ گئے اور درس جاری ہو گیا نہ کسی شہر و بلاد مین جانیکی ضرورت اور نہ کسی اہل کمال سے ملنے کی حاجت اور اگر بہت بڑی مصیبت اوٹھائی ۔اور کسی ضرورت سے دو چار شہروں مین جانیکا اتفاق بھی ہوا تو وہان محض اپنے دو چار ہم خیال سے مل ملا لیے ۔نہ علمی ذوق نہ اہل علم سے ملنے کا شوق ۔حضرات ہمارے اگلوں کا یہ طور نہ تھا ۔ان بزرگون کو طلب علم مین صحرا نوردی و کوچہ گردی مایۂ فخر تھی ۔جب مختلف ملکون کی سیر کرتے تھے ۔اور مختلف علوم کے جاننے والون سے ملتے تھے ۔اسوقت اپنے کو قابلیت کا مستحق سمجھتے تھے ۔علامہ ابن خلدون نے مقدمے مین ایک فصل قائم کی ہی فصل فی اَنَّ الرِّحْلَةَ فِی طَلَبِ الْعُلُوْمِ وَلِقَاءِ الْمَشْیَخَةِ مَزِیْدُ کَمَالٍ فِی التَّعَلُّمِ اگلے بزرگونکی سیر و سیاحت پر جب ہم نظر کرتے ہین تو حیرت کرتے ہین کہ اُسوقت نہ ریل تھی نہ سواری کا کافی بند و بست پھر بھی انکا قدم شوق باہر ہی نکلا رہتا تھا ۔امام محمد بن اسمٰعیل بخاری جنکو امام الدنیا فی الحدیث کہنا بہت زیبا ہی وہ حدیث کی طلب مین قریب قریب تمام اسلامی دنیا مین پھر آئے بخارا کے تو رہنے والے ہی تھے وسط ایشیا تو انکا وطن ہی تھا ۔ہرات ۔نیشاپور ۔سمرقند کے علاوہ مدتون ملک شام ۔دمشق ۔قدس جزیرہ مین رہے ۔حجاز ۔مکہ معظمہ ۔مدینہ طیبہ بار بار آیا جایا کیے ۔ملک مصر اور عراق کے بلاد مشہورہ بغداد ۔کوفہ ۔وسط ۔بصرہ وغیرہ تشریف لیگئے وہان کے اہل علم سے ملاقات کی علمی اندازے پر غور کیا ۔

ہمارے حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری اپنے مختصر رسالے مین لکھتے ہین کہ امام بخاری رح نے طلب حدیث مین اپنے شہر بخارا سے نکلکر کہان کہان کی سیرین کی ہین ۔کابل

یزد۔ ہرات۔ بلخ۔ نیشاپور۔ شیراز۔ سمرقند۔ واسط۔ بصرہ۔ بغداد۔ کوفہ۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ طیبہ۔ طائف دمشق۔ بیت المقدس۔ مصر۔ اسکندریہ۔ افریقہ۔ ان سب شہرونکی زمین انکے قدمون سے لگی ہوئی تھی۔ اور بجز اندلس کے تمام اسلامی دنیا کے امام اور محدث بخاری کے شیوخ و اساتذہ مین ہین۔ اس محنت و مشقت کا ثمرہ یہ پایا کہ آج امام الدنیا فی الحدیث کہلائے۔ اور ایک جماعت عظیمہ انکی جامع صحیح کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ قرار دیتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت امام غزالی رح کو دیکھیے۔ یہ بزرگ نواح خراسان کے رہنے والے تھے۔ گھر سے باہر نکلے وسط ایشیا مین خوب پھرے ایران کے بلاد کی ہوا کھائی پھر مدتون امام الحرمین کی خدمت مین تکمیل پاتے رہے۔ فراغ کے بعد بھی گھر آنا نصیب نہوا حرمین شریفین سے فارغ ہوکر دار الخلافت بغداد جا پونہچے وہان امرا و اہل علم کی قدر دانی نے دامن پکڑ لیا مدتون مدرسہ نظامیہ مین تدریس کرتے رہے پھر صوفیانہ خیال نے انکو خانہ بدوش کیا بغداد سے شام جا پونہچے مدتون حضرت قدس و دمشق مین عزلت گزین رہے مگر نقل مشہور ہے | کبتک چھپیگی کیری پتونکی آڑ مین |

آخر کو آم ہوکے بکیگی بزار مین | علوم کے دریا نے جوش مارا مواعظ و پند آپنے شروع کیے پھر قدردانون کا جمگھٹ ہوگیا بالآخر مصر تشریف لیگئے وہان کے اراکین سلطنت کب چھوڑ دینے والے تھے مدتون وہان بھی اشاعت علم کرتے رہے۔ اور شیوخ و کاملین سے مستفیض بھی ہوئے پھر مراکس جانیکا عزم فرمایا راستے سے لوٹ آئے آخر عمر مین اپنے وطن کی جانب تشریف لائے اور شہر طوس مین خانقاہ بنائی اور یہین رحلت فرمائی۔

شیخ محی الدین اکبر امام ابن عربی رح کو دیکھیے یہ بزرگ اسبیلہ اندلس مین پیدا ہوئے پہلے تو اپنے ملک کے شہرون مین علوم حاصل کیے پھر شوق علم نے نہ مانا سمندر پھاند گئے پھر براعظم افریقہ مین تشریف لائے طرفارس مراکس مغرب نوبہ سے کامیاب ہوتے ہوئے مصر مین پونہچے مدتون

یہان درس وتدریس کی پھر شام وعراق کے شہرون مین گئے ایک عمر تک حرمین مین اقامت کی فتوحات مکیہ ومدینہ وہین تالیف فرمائی آخر عمر دمشق مین بسر کی اور وہین رحلت فرمائی۔ اور دور جانیکی کیا ضرورت ہی ہم اپنے ہندوستان ہی کے پیشواؤن کو دیکھلین۔

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت شیخ الاسلام فرید گنج شکر وقطب الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہم نے کیا تھوڑا سفر کیا ہی انکے ملاحظ مطالعہ فرمائیے حضرت باباصاحب نواح لاہور سے تین مرتبہ بغداد شریف فقط شیخ الشیوخ کی زیارت کے لیے تشریف لیگئے تھے۔ وہ زمانہ خشکی سے سفر کرنیکا تھا ذرا اس مسافت اور ہمت کو خیال فرمائیے۔ یہ حکایتین اور شخصی ذکر تو تمام ہی نہوگا۔

اب ہملوگ اپنے آپ کو دیکھین کہ ہمارا سفرنامہ کسقدر ہی حضرات اورون کا حال مجھے کیا معلوم ہی اپنا علمی سفرنامہ عرض کرتا ہون کہ میرا غریب خانہ پھلواری شریف یہان سے گیارہ منزل ہی بس وطن سے نکلکر اس شہر لکھنؤ مین پونہچا کچھ درسی کتابین اور کچھ طب پڑھی اور تھوڑے ہی دنون مین امام رازی رہنگیا۔ پھر لوگونکی دیکھا دیکھی حدیث پڑھنے کے لیے سہارنپور اور دہلی گیا ایک سال کے اندر ہی امام الدنیا فی الحدیث بنگیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ السَّفَرِ وَالشَّوْقِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ ہان خدا کا شکر ہی کہ میرے صوفیانہ خیال نے بہ نیت زیارت مزارات متبرکہ وشرکت اعراس بزرگان مجھے مختلف شہر وبلاد ومواضع وقریات کی سیر کرائی ہی جسکی بدولت مین علما وفضلا ومشایخ سے ملا اور ان سے مستفیض ہوا زمانے کی ضرورتون سے واقف ہوا ابتو میرا خیال ہی کچھ اور ہوگیا۔

مجھے زیارت حرمین شریفین کا بھی اتفاق ہوا ہی مدینہ طیبہ مین محمودیہ کتب خانے کی سیر کو گیا عجیب وغریب کتابین دیکھین تاریخ خطیب بغدادی کا ایک پاکیزہ نسخہ میری نظر سے

گذرا اس کتاب کی ایک حکایت مجھے یاد رہگئی ہی وہ فرماتے ہین کہ ایک بزرگ مصر مین امام شافعیؒ
کے حضور مین حاضر ہوئے آپنے استفسار فرمایا کہ تمنے بغداد کی بھی سیر کی ہی انھون نے عرض کیا
حضرت نہین آپنے فرمایا وَاللّٰہِ مَارَآیتَ الدُّنْیَا یعنے خدا جانتا ہی تمنے توابھی دنیا ہی نہین
دیکھی- اللہ اللہ ایک زمانہ وہ تھا کہ ایمۂ دین سیر و سیاحت وتجربۂ زمانہ کی تحریص و تشویق فرماتے
تھے- اور ایک یہ زمانہ ہی کہ ہملوگ گھر بیٹھے بٹھائے تجربہ کار اور عالم متبحر و امام الدنیا فی الحدیث
بنجاتے ہین اور اسپر یہ دعوی کہ بڑے سے بڑون کو میرے برابر علم و فضل کہان تھا مین نے تو
صحاح ستہ پڑھی ہی انھین تو کل سترہ حدیثین معلوم تھین- فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَاب-
حاصل یہ ہی کہ سیر و سیاحت سے بڑا تجربہ ہوتا ہی ساری تعلی و رفعت ہوا ہوجاتی ہی ہمدردی کا مادہ
اعلی درجے کا پیدا ہوجاتا ہی-

ہمارے دو مکرم دوست یہان پر تشریف رکھتے ہین ایک جناب مخدومی مولوی عبد الحق صاحب
تفسیر حقانی- ایک وہ زمانہ تھا کہ آپ فتحپوری کی مسجد مین مدرس تھے طلبہ کی فوج آپکے ہاتھ مین تھی
قلم کی نیزہ بازی ہوتی تھی شروح و حواشی لکھتے تھے حسامی کی نہایت عمدہ شرح لکھی- اور ایک یہ زمانہ
ہی کہ اب درس و تدریس کی فرصت نہین اسلام پر مخالفین کے جو حملے ہورہے ہین اُسکی طرف
متوجہ ہین اکثر پنجاب و بنگالہ و دکن کا چکر لگایا کرتے ہین کتب خانے اور قلمی کتابون کے سُراغ
مین لگے رہتے ہین- اب انھین سے پوچھیے کہ ضرورت زمانہ سے کب خبردار ہوئے اور
اس سفر و سیاحت نے کیا فائدہ دیا- آپکی وہ حالت سلطنت جسمین طلبہ پر حکمرانی کرتے تھے وہ
بہتر تھی یا اب یہ حالت جسمین رات دن بجز آہ و بکا کے اور حسرت و افسوس کے دوسرا ثمرہ نہین-
وہ یہی جواب دینگے وہ جہل تھا میری آخرت کے کام آنیوالے میرے یہی پچھلے خیالات ہین-
دوسرے صاحب ہمارے معزز دوست شمس العلما مولانا شبلی نعمانی ہین ایک وہ

زمانہ گذرا ہی کہ آپ سلیٹ پر شرح مطالعے کے موجہات مشق کیا کرتے تھے اور رات دن بجز صغری
وکبری بنانے اور وہمی نتیجہ نکالنے کے دوسرا شغل نہ تھا پھر دینیات کی طرف توجہ کی قرات فاتحہ
خلف الامام مین ایک پرزور رسالہ لکھا مناظرہ و مباحثہ آپکا شہرہ آفاق تھا۔

اسلام کو اس سلسلے مین آپ سے کیا فائدہ پونہچا تھا مین نہین جانتا اور اب آپکی کیا
حالت ہی رات دن قدما کی کتابون کی سیر نئے حکما کی تحریرون کا ملاحظہ جو سلسلے تالیفات فائدہ مند
تحقیقات بھی وظیفہ و سرمایۂ ناز ہی۔ اسپر طرفہ یہ ہی کہ حضرت کو استسقے کا عارضہ بھی ہی یعنی کتابون
سے سیری نہین ہوتی ہمیشہ العطش العطش کی فریاد ہی جہان کتب خانہ سنا جا پونہچے اور کتابون کے
کیڑے بنگئے۔ شہر عظیم آباد پٹنہ مین خان بہادر خدابخش خان چیف جسٹس حیدرآباد کا ایسا نامی
کتب خانہ ہی کہ شاید ہندوستان مین اسکا نظیر ہو۔ ہمارے دوست ہرسال وہان بھی ضرور پونہچا
کرتے ہین۔ خیر یہ تو ہندوستان کی باتین ہین روم و شام و مصر تمام سے ہو آئے ہین اور پھر بھی
سیر نہوئے ؎ دریار و دار چشم لب تر نشود لیکن ÷ این طرفہ تماشا بین بنشستہ در آب
اندر ÷۔ اب آپ کے تصنیفات ضرورت زمانہ ہی کے متعلق ہوتے ہین اور سیر و سیاحت نے
مسلمانون کی ضرورتون سے خوب ہی واقف کردیا۔ یہ بزرگان میرے قول کی تصدیق
کر سکتے ہین کہ میرا یہ خیال کہ سیر و سیاحت ایک اعلی درجے کا مفید کام اور بہت بڑا ذریعہ اولو العزمی
اور بلند حوصلگی حاصل ہونے کا ہی کس حد تک صحیح ہی۔ حقیقت مین دنارت۔ پست ہمتی۔ بزدلی۔
جہالت وغیرہ مہلک امراض کا تیر بہدف علاج اگر ہی تو یہی سیر و سیاحت۔ اس سے علاوہ اسکے انسان
نے تجربات کا ایک کافی ذخیرہ جمع کرلیتا ہی خود اوسے اپنی حالت پر پورا تنبہ ہوجاتا ہی اور نہایت
وثوق کے ساتھ اوسے اس بات کا علم بھی ہوجاتا ہی کہ مین کیا ہون اور آیندہ مجھے کیا ہونا چاہیے
اور سچ پوچھیے تو یہی خیال دار و مدار اور اصل الاصول انسان کی دینی اور دنیاوی ترقیوں کا ہی دیں

نصِ صریح ندوۃ العلما از قرآن معجز نما استخراج کردۂ حقی محمد عبد العلی مدراسی

یہ وہ ندوہ ہی کہ جسکی ندا تحت الثرے / یہ وہ نادی ہی منادی جسکی ہی فوق السما

یہ وہ ندوہ ہی زمین پر جسکا ہی اک غلغلا / یہ وہ نادی ہی فلک جسکی صدا سے گونج اٹھا

یہ وہ ندوہ ہی کہ جسکی دھوم ہی چارون طرف / یہ وہ نادی ہی کہ لم یجعل لہٗ ندٌّ سلف

یہ وہ ندوہ ہی سب اہل علم اسمین جمع ہین / یہ وہ نادی ہی نوادی اس لگن کے شمع ہین

یہ وہ ندوہ ہی کہ ناظم اسکے ہین نظامِ دین / یہ وہ نادی ہی کہ ہر رُکن اسکا ہی رُکنِ رکین

یہ وہ ندوہ ہی کہ قال الحقُّ یا اصحابہٗ / یہ وہ نادی ہی کہ نادی للربّ یا اربابہٗ

یہ وہ ندوہ ہی حزبُ اللہ اسکا مبتدا / یہ وہ نادی ہی خبر ہی مُفلحون اسکی بجا

یہ وہ ندوہ ہی کہ جسکا حکم ہی قرآن مین / یہ وہ نادی ہی کہ یہ آیت ہی جسکی شان مین

چنانچہ اس ندوۃ العلما کا حال اس آیۂ شریفہ اُولٰئِکَ حِزبُ اللہِ اَلَا اِنَّ حِزبَ اللہِ ہُمُ المُفلِحُونَ کے عمومِ مصداق کے خصوصِ افراد مین داخل ہی بلکہ پورے پورے تفصیلی مصداق اور واقعی اوصاف کی تطبیق کے واسطے تو یہ دوسری آیۂ شریفہ شاہد حال اور مُصدّقِ مقال ہی وَلتَکُن مِنکُم اُمَّۃٌ یَدعُونَ اِلَی الخَیرِ وَیَأمُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَیَنہَونَ عَنِ المُنکَرِ وَاُولٰئِکَ ہُمُ المُفلِحُونَ یعنی جناب باری اعجاز قرآنی کی پیشین گوئی مین عام مسلمانون سے ارشاد فرماتا ہی کہ تم مین ایک ایسی جماعت علما کی ہونی چاہیے کہ وہ نیک کامونکی طرف لوگون کو رغبت دلائے اور اچھی باتون کا حکم کرے اور برے کامون سے روکے اور وہی جماعت دین و دنیا مین فلاح پانے والی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالی یہ ندوۃ العلما وہی جماعت صلاح وفلاح کے جملہ اُمور کی متکفل نفوس قوم کی اصلاح نصاب تعلیم کی درستی علوم دین کی ترقی مین ہو نہار معلوم ہوتی ہی۔ اللہ بس باقی ہوس

مقاصد ندوۃ العلما و فہرست کتب مع قیمت

(۱) نصاب تعلیم کی اصلاح اور علوم دین کی ترقی اور تہذیب اخلاق-
(۲) علما کی باہمی نزاع کا دفع اور اختلافی مسائل کے رد و قدح کا پورا پورا انسداد-
(۳) عام مسلمانوں کی صلاح و فلاح اور اُسکے تدابیر مگر ملکی معاملات اس سے علیحدہ ہین-
(۴) ایک عظیم الشان اسلامی دار العلوم قائم کرنا جسمین تمام علوم و فنون کی تعلیم ہوگی-
(۵) دینی امور کیواسطے محکمۂ افتا کا ہونا جسمین بڑے بڑے عالم اور مفتی ہونگے-

اسامی کتب متعلقہ ندوہ	قیمت باعتبار کاغذ: عمدہ	قیمت باعتبار کاغذ: رسمی	کیفیت خلاصہ مضمون
حصۂ اوّل رویداد سال اوّل	عہ/	+	اسمین کیفیت انعقاد ندوہ و نیز اوسکے مقاصد و اغراض مع خطوط و تقاریر علما و کارروائی اجلاس درج ہی-
حصۂ دوم رویداد سال اوّل	۷/	+	اسمین مولوی شبلی صاحب نعمانی مولوی الطاف حسین صاحب حالی مولوی عبد العلی صاحب آسی وغیرہ علما کی تقریرین درج ہین-
رسالۂ تنظیم	عہ/	۱۲/	یہ رسالہ شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی کا درباب اصلاح تعلیم ہی-
مضامین ثلثہ	۳/	۲/	اسمین مولوی عبد الحق مولوی حبیب الرحمٰن مولوی غلام محمد صاحبان کی تقریرین-
مضامین نظم و نثر	۷/	۵/	اسمین تیرہ تقریرین ہین جو جلسۂ دوم ندوۃ العلما مین پیش ہوئین-
اتفاق	۲/	۲/	تقریر مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب مہتمم مدرسۂ احمدیہ آرہ-
مضامین اربعہ	۸/	۶/	اسمین مولوی ابراہیم صاحب و مولوی اعظم حسین صاحب و مولوی شبلی صاحب و مولوی سلیمان صاحب کے مضامین ہین-
مسودۂ دار العلوم	بلا قیمت		ندوہ جس قسم کے اعلی درجے کا مدرسہ جاری کرنا چاہتا ہی اُسکا پورا خاکہ-
رویداد سال دوم	۱۲/	۱۰/	اسمین جلسۂ ندوۃ العلما منعقدۂ لکھنؤ کی مفصل کیفیت درج ہی-
تحفہ صحیفہ	+		عہ/ یہ قیمت سالانہ پیشگی بارہ رسالون کی ہی-